رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ؕ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ

الفضل

خطبہ نمبر

روزنامہ

قادیان

ٹیلیفون نمبر ۹۱

THE DAILY ALFAZL, QADIAN.

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت ایک آنہ

جلد ۲۵	۲۲ جمادی الاوّل ۱۳۵۶ھ	یوم یکشنبہ	مطابق یکم اگست	۱۹۳۷ء	نمبر ۱۷۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ جمعہ

شیخ عبدالرحمن مصری کے ایک اشتہار کا جواب

(۲)

جو شخص خلافت کی مخالفت کرتا اور جماعت کے اتحاد کو تباہ کرنا چاہتا ہے وہ اسلام کی عملی زندگی پر تبر چلاتا ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۳ جولائی ۱۹۳۷ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔ میں آج

بہت زیادہ دیر

سے آسکا ہوں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ کل مجھے شدید سردرد کا دورہ ہوا اور اس کی وجہ سے میں رات بھر جاگتا رہا۔ صبح اٹھ کر میں نے برومائیڈ پیا۔ اور تھوڑی دیر کے لئے سو گیا۔ پھر میں دفتر میں آیا۔ اور کچھ دوست جو مجھ سے ملنے آئے ہوئے تھے۔ اُن سے ملا۔ اس کے بعد چونکہ بعض حوالے تاریخی کتب سے میں نے نکالنے تھے۔ اس لئے وہ حوالجات تلاش کرتا رہا۔ اور اُن سے ایسے وقت میں فارغ ہؤا۔ جبکہ غسل اور کھانے کے بعد نماز کو بہت دیر ہو جاتی تھی چنانچہ میں نے جلدی جلدی ان دونوں کاموں سے فراغت پائی۔ مگر پھر بھی دیر ہو گئی۔

اس کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں مصری صاحب کے بعض ان

اعتراضات کے جوابات

دیئے تھے۔ جو انہوں نے اپنے ایک اشتہار میں شائع کئے ہیں۔ اور وہ اعتراض دو تھے۔ ایک تو یہ کہ جماعت نے بغیر تحقیق کئے انہیں گالیاں دی ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ جماعت نے ایک ایسے آدمی کو گالیاں دی ہیں۔ جس نے جماعت کے مفاد کے لئے قربانی کی ہے میں نے بتایا تھا۔ کہ اُن کی یہ

دونوں باتیں غلط

ہیں۔ جماعت نے ان کو کوئی گالیاں نہیں دیں۔ بلکہ انہوں نے جماعت کو گالیاں دیں۔ اور جماعت نے جو کچھ جواباً کہا۔ وہ اس سے بہت کم ہے۔ جو انہوں نے ہمارے متعلق کہا۔ اسی طرح اُن کا یہ کہنا بھی غلط ہے۔ کہ میں نے جماعت کے لئے قربانی کی۔ وہ حالات سے مجبور ہو گئے تھے۔ اس لئے وہ ہم سے علیحدہ ہوئے۔ ورنہ انہوں نے پہلا خط جو مجھے لکھا اس سے ان کا مقصد ہرگز جماعت سے علیحدگی نہیں تھا۔ بلکہ مجھے ڈرانا اور بعض باتیں مجھ سے منوانا تھا۔ لیکن جب اُن کی وہ غرض پوری نہ ہوئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور انہوں نے دیکھا۔ کہ اب میرا اندرونہ بھی ظاہر ہو چکا ہے۔ جس کے بعد میرا اس جماعت میں رہنا ناممکن ہے تو انہوں نے خود ہی اپنے تیسرے خط میں جماعت سے علیحدہ ہونے کا وقت مقرر کر دیا۔

اسی اشتہار میں انہوں نے ایک بات یہ بھی لکھی ہے۔ کہ میرے متعلق کہا یہ جاتا ہے۔ کہ میں جماعت سے الگ ہو گیا ہوں۔ حالانکہ میں جماعت سے الگ نہیں ہؤا۔ صرف

بیعت سے الگ

ہؤا ہوں۔ میں نے اس سوال کے اصولی حصہ کا جواب پہلے دے دیا ہے۔ بلکہ ان کے اشتہار کے شائع ہونے سے بھی پہلے میرے ایک خطبہ میں ان کے اس اعتراض کا جواب آ چکا ہے اور وُہ خطبہ آج کے الفضل میں چھپ بھی گیا ہے۔ آج میں ان کے بعض ان دلائل کا جواب دینا چاہتا ہوں جو انہوں نے اس بارہ میں اپنے اشتہار میں دیئے ہیں۔ وُہ لکھتے ہیں۔

"میں اس جگہ بعض دوستوں کے اس خیال کے متعلق بھی کہ خلیفہ سے علیحدگی جماعت سے علیحدگی کے ہی مترادف ہے، کچھ عرض دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ کہ جو شخص خلیفہ کی بیعت نہیں کرتا۔ یا بیعت سے علیحدگی اختیار کرتا ہے۔ وہ اصل سلسلہ سے بھی الگ ہو جاتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت ابوبکرؓ کی چھ ماہ تک بیعت نہیں کی تھی۔ تو کیا کوئی ان کے متعلق یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ کہ وُہ اس وقت تک اسلام سے خارج تھے۔

حضرت علیؓ کی بیعت

مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ نے نہیں کی تھی۔ تو کیا وُہ سب اسلام سے خارج تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضرت علیؓ کی بیعت نہیں کی تھی۔ تو کیا انہیں اسلام سے خارج سمجھتے ہو حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ جیسے جلیل القدر صحابہ نے حضرت علیؓ کی بیعت کر لینے کے بعد بیعت کو فسخ کر لیا۔ مگر کوئی ہے جو جرأت کر کے انہیں اسلام سے خارج قرار دے۔ دوستو یہ خیال کسی مصلحت کے ماتحت آج پیدا کیا جا رہا ہے۔ ورنہ قرآن کریم، احادیث نبوی، عمل صحابہ کرام میں اس کا نام و نشان بھی نہیں ملتا۔"

یہ گویا انہوں نے اس بات کی تائید میں اپنی طرف سے دلائل دیئے ہیں۔ کہ میں خلیفہ کی بیعت سے الگ ہؤا ہوں۔ جماعت سے الگ نہیں ہؤا۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ مصری صاحب نے اس جگہ

دیدہ دانستہ غلط بیانی

سے کام لیا ہے۔ مجھے ہرگز یہ امید نہیں تھی۔ کہ باوجود اس تمام مخالفت کے جو انہوں نے اختیار کی ہے باوجود اس تمام عناد کے جو انہوں نے ظاہر کیا ہے۔ اور باوجود اس شدید دشمنی کے جس کے وُہ مرتکب ہوئے ہیں وہ احمدیت سے اتنے بے بہرہ ہو جائیں گے۔ کہ چند دنوں کے اندر ہی اندر دیدہ دانستہ خلاف بیانی کے مرتکب ہونے لگ جائیں گے۔ چنانچہ میں ابھی ثابت کر دونگا اور خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے ایسا ثابت کر دوں گا۔ کہ ایک جاہل سے جاہل اور ان پڑھ سے ان پڑھ انسان بھی یقینی طور پر سمجھ جائے گا۔ کہ مصری صاحب نے قطعی طور پر جان بوجھ کر غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

میرے اعلان کا مضمون یہ تھا کہ مصری صاحب ہماری جماعت سے الگ ہیں۔ میں انہیں اپنی جماعت سے خارج سمجھتا اور ان کے خروج کا اعلان کرتا ہوں۔ مصری صاحب اس پر اعتراض یہ کرتے ہیں۔ کہ میں نے جماعت سے نہیں بلکہ بیعت سے الگ ہونے کو کہا تھا۔ پس یہ مجھ پر غلط الزام ہے کہ میں نے جماعت چھوڑ دی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت سے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر الگ ہو گئے تھے مگر کوئی ہے جو جرأت کر کے انہیں اسلام سے خارج قرار دے۔" اب اس امر کو دیکھو کہ ہم تو یہ کہتے ہیں۔ کہ وُہ جماعت سے الگ ہو گئے۔ اور وُہ مثال میں حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کو پیش کرتے ہوئے دریافت یہ کرتے ہیں۔ کہ کیا وہ اسلام سے نکل گئے تھے۔ یہ دیدہ دانستہ دھوکا ہے جو انہوں نے لوگوں کو دیا کیا ہماری جماعت آج قائم ہوئی ہے کہ ابھی تک ہم اپنی اصطلاحات کے مفہوم کو واضح نہیں کر سکے یا کیا مصری صاحب نئے آدمی ہیں کہ انہیں آج تک یہ علم نہیں ہو سکا۔ کہ خلیفہ وقت کی بیعت سے جب کوئی شخص الگ ہوتا ہے۔ تو وُہ **احمدیت** ۔ یا اسلام سے خارج نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ جماعت سے علیحدہ سمجھا جاتا ہے۔ جماعت احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد خلافت کے سلسلہ میں منسلک ہوئے قریباً تیس سال گزر چکے ہیں۔ مئی ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وفات پائی۔ اور آج جولائی ۱۹۳۷ء ہے۔ گویا ۲۹ سال اور کچھ مہینے سلسلۂ خلافت کو شروع ہوئے ہو چکے ہیں۔ اس تیس سال کے عرصہ میں ان اصطلاحات کے متعلق ہماری جماعت کے خیالات بار بار ظاہر ہو چکے ہیں۔ اگر کوئی نئی بات ہو تو انسان کہہ سکتا ہے۔ کہ مجھے معاف فرمایئے مجھے چونکہ علم نہیں تھا۔ اس لئے دھوکا کھایا۔ مگر جس امر کے متعلق ۳۰ سال تک ہر ادنےٰ اعلےٰ، چھوٹا بڑا، عالم جاہل گفتگو کرتے چلے آئے ہوں۔ اور بار بار اس کے متعلق جماعت کے خیالات ظاہر ہو چکے ہوں۔ اس کے متعلق ایک عالم کہلانے والا۔ ایک مولوی کہلانے والا ایک تبلیغیں کرنے والا ایک مناظرے کرنے والا ایک بحثیں کرنے والا اور ایک مدرسہ دینیہ کا لمبے عرصہ تک ہیڈ ماسٹر رہنے والا اگر یہ کہے کہ مجھے اس بات کا علم نہیں تھا۔ در اصل مجھے دھوکا لگ گیا تھا۔ تو کیا کوئی بھی عقلمند اس کے اس عذر کو تسلیم کرے گا۔ اگر مصری صاحب جب میری بیعت سے الگ ہوئے تھے۔ ہم ان کی نسبت کہتے کہ مصری صاحب غیر احمدی ہو گئے ہیں۔ تب بے شک وہ کہہ سکتے تھے کہ میں نے تو صرف خلیفۂ وقت کی بیعت چھوڑی ہے۔ اور آپ لوگ مجھے احمدیت سے ہی خارج سمجھنے لگ گئے ہیں۔ یا اگر میں نے اپنی کسی تحریر یا تقریر میں ایک جگہ بھی یہ الفاظ استعمال کئے ہوں۔ کہ مصری صاحب غیر احمدی ہو گئے ہیں۔ تب تو بے شک وُہ یہ مثال پیش کر سکتے اور کہہ سکتے تھے کہ جب حضرت طلحہ اور حضرت زبیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت سے الگ ہوئے تھے۔ تو کیا وہ اسلام سے خارج ہو گئے تھے۔ اگر نہیں تو پھر مجھے کیوں غیر احمدی کہا جاتا ہے۔ لیکن ہم نے ایسا نہیں کہا۔ اگر کوئی شخص میری کسی تحریر یا تقریر سے اشارۃً یا وضاحتاً ظاہراً یا باطناً یہ ثابت کر دے کہ میں نے کہا ہو مصری صاحب احمدیت سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ اور اب وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر بھی ایمان نہیں رکھتے۔ تب بے شک یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ انہوں نے بیعت سے علیحدگی اختیار کی ہے۔ احمدیت سے علیحدگی تو اختیار نہیں کی۔ اور تب بے شک وہ خود بھی سوال کر سکتے تھے۔ کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر نے بھی حضرت علی کی بیعت کو فسخ کر لیا تھا مگر کیا کوئی ہے۔ جو جرأت کر کے انہیں اسلام سے خارج قرار دے۔ لیکن جب میں نے ایک دفعہ بھی یہ الفاظ استعمال نہیں کئے۔ اور نہ ہماری جماعت نے انہیں غیر احمدی کہا۔ تو ان کا اپنے دعوےٰ کے ثبوت میں حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کو پیش کرنا اور یہ دریافت کرنا کہ کیا وُہ بیعت سے علیحدہ ہو کر اسلام سے نکل گئے تھے

صریح دھوکا اور فریب

نہیں تو اور کیا ہے۔ میں نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ یہ ہیں کہ وُہ جماعت سے الگ ہو چکے ہیں۔ نہ یہ کہ وُہ احمدیت یا اسلام سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ اب دوسری صورت یہ ہو سکتی تھی۔ کہ اگر ہماری جماعت کا یہ محاورہ ہوتا۔ کہ جو شخص بھی ہماری جماعت میں نہیں وہ احمدی نہیں۔ تب بھی وُہ کہہ سکتے تھے کہ گو تم نے یہ الفاظ نہ کہے ہوں۔ کہ میں احمدیت سے خارج ہوں۔ مگر چونکہ جماعت کا عام محاورہ یہی ہے کہ جو شخص جماعت سے علیحدہ ہوتا ہے اسے احمدی نہیں سمجھا جاتا۔ اس لئے میں نے دھوکا کھایا اور سمجھا کہ آپ مجھے احمدی نہیں سمجھتے گو ہم پھر بھی مصری صاحب کو غلطی پر سمجھتے۔ کیونکہ جب ہم نے انہیں غیر احمدی نہ کہا ہوتا۔ تو ان کا کوئی حق نہ تھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ وُہ خود بخود یہ قیاس کر لیتے۔ کہ مجھے احمدی نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن بہر حال اس صورت میں کسی حد تک ہم سمجھ سکتے تھے کہ انہوں نے دھوکا کھایا۔ مگر واقعہ یہ ہے۔ کہ ہماری جماعت میں نہ صرف یہ کہ یہ محاورہ نہیں۔ بلکہ اس کے بالکل الٹ محاورہ رائج ہے۔ آپ لوگوں میں سے ہر شخص جانتا ہے۔ کہ ۲۳ سال حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو وفات پائے گزر چکے ہیں۔ اس ۲۳ سال کے عرصہ میں احمدیوں میں سے جن لوگوں نے میری بیعت نہیں کی۔ وُہ سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ اور گو ہم ان کی نسبت یہ کہتے ہیں۔ کہ وُہ ہماری جماعت میں نہیں مگر ہم یہ کبھی نہیں کہتے۔ کہ وُہ احمدی نہیں۔ ہم یہ تو کہا کرتے ہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب ہماری جماعت میں نہیں۔ یا یہ تو ہم کہا کرتے ہیں۔ کہ خواجہ کمال الدین صاحب ہماری جماعت میں نہیں تھے مگر ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب احمدی نہیں۔ یا خواجہ کمال الدین صاحب احمدی نہیں تھے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص ہماری جماعت کے کسی آدمی سے کہے کہ مولوی محمد علی صاحب کے پاس میری سفارش کر دیں۔ تو وُہ یہی کہے گا۔ مولوی محمد علی صاحب سے ہمارا کیا تعلق۔ وُہ ہماری جماعت میں نہیں۔ لیکن کیا آج تک ہم میں سے کسی شخص نے یہ کہا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب غیر احمدی ہیں۔ یقیناً ایک مثال بھی ایسی پیش نہیں کی جاسکتی۔ کہ ہم میں سے کسی عالم دین نے ان کو غیر احمدی کہا ہو۔ پس تیئیس ۲۳ سال کے عرصہ میں سینکڑوں ہیں۔ جو ہماری جماعت میں سے نکلے مگر کیا ہم ان کو بیعت نہ کرنے کی وجہ سے یا بعض کو بیعت توڑ دینے کی وجہ سے غیر احمدی کہتے ہیں۔ ہم انہیں احمدی ہی کہتے ہیں۔ گو ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ وُہ

متفرق گروہ

ہے۔ مگر بہر حال کہتے ہم انہیں احمدی ہی ہیں اور آج تک کسی ایک شخص نے بھی میرے موتھ سے یہ نہیں سُنا ہوگا۔ کہ میں نے کہا ہو۔ مولوی محمد علی صاحب غیر احمدی ہیں۔ خواجہ کمال الدین صاحب غیر احمدی تھے۔ یا شیخ رحمت اللہ صاحب غیر احمدی تھے۔ پس ہم ۲۳ سال سے برابر یہ اقرار کرتے چلے آئے ہیں کہ گو بعض لوگ ہماری جماعت میں نہیں۔ مگر ہیں وُہ احمدی ہی۔ پس یہ کوئی نیا مسئلہ نہیں تھا۔ جو آج پیدا ہوا اگر مصری صاحب پہلے احمدی ہوتے جس نے خلیفۂ وقت کی بیعت کو توڑا ہوتا۔ تب تو کہا جاسکتا تھا۔ کہ انہیں دھوکا لگ گیا۔ مگر وُہ بیعت توڑنے والوں میں سے پہلے نہیں۔ بیسیوں احمدی ان سے پہلے بیعت توڑ چکے ہیں۔ مگر ان کو اگر وُہ اپنے آپ کو احمدی کہتے ہوں۔ ہم نے کبھی نہیں کہا۔ کہ وُہ غیر احمدی ہو گئے۔ تو آج مصری صاحب کو یہ شبہ کس طرح پڑ گیا کہ انہیں غیر احمدی کہا جاتا ہے۔ جب وہ ہم میں شامل تھے۔ وہ بھی یہی کہا کرتے تھے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب ہماری جماعت میں نہیں۔ خواجہ کمال الدین صاحب ہماری جماعت میں نہیں۔ مگر ساتھ ہی وُہ یہ بھی کہا کرتے تھے۔ کہ گو وُہ ہماری جماعت میں نہیں۔ مگر ہیں وُہ احمدی ہی۔ اسی طرح شیخ رحمت اللہ صاحب اور سید محمد احسن صاحب امروہی کے متعلق بھی باوجود یہ کہنے کے کہ وُہ ہماری جماعت میں نہیں۔ وُہ یہ نہیں کہا کرتے تھے۔ کہ وُہ غیر احمدی ہیں۔ جو شخص ۲۳ سال خود یہ محاورہ استعمال کرتا رہا ہو۔ اس کا بیعت سے الگ ہوتے ہی یہ کہنا شروع کر دینا کہ مجھے جماعت سے الگ قرار دے کر غیر احمدی سمجھا جاتا ہے۔

سراسر دُنیاداری اور چالاکی

ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں۔ جس کا سمجھنا کسی کے لئے مشکل ہو۔ تم کسی احمدی بچے کے پاس چلے جاؤ۔ ایک سکول کے احمدی طالب علم سے ہی دریافت کر لو۔ کہ کیا مولوی محمد علی صاحب ہماری جماعت میں ہیں۔ وُہ کہے گا نہیں۔ پھر اس سے پوچھو کیا مولوی محمد علی صاحب احمدی ہیں۔ وُہ کہیگا۔ ہاں بلکہ وُہی طالب علم جنہیں وُہ پڑھایا کرتے تھے۔ اُن سے سوال کر کے دیکھ لو۔ کہ کیا مولوی محمد علی صاحب ہماری جماعت میں ہیں۔ وُہ کہیں گے۔ نہیں پھر اُن سے سوال کرو۔ کہ کیا وُہ احمدی ہیں۔ وُہ کہیں گے۔ ہاں۔

اب دوسری موٹی مثال اس کی میں یہ دیتا ہوں۔ کہ اسی منبر پر کھڑے ہو کر میں نے مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کی وفات پر اُن کا جنازہ پڑھنے کا اعلان کیا۔ اور ساری جماعت کے ساتھ ان کا جنازہ پڑھا۔ لیکن اس کے مقابلہ میں کیا کوئی بتا سکتا ہے۔ کہ ہم نے کسی غیر احمدی کا بھی کبھی جنازہ پڑھا۔ ہم غیر احمدیوں کا جنازہ کبھی نہیں پڑھتے۔ صرف احمدیوں کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ پس میرا مولوی

سید محمد احسن صاحب امروہی کا جنازہ

پڑھنا بتاتا ہے۔ کہ میں ایسے لوگوں کو جو خلیفۂ وقت کی بیعت سے الگ ہو جائیں۔ یا احمدی کہلا کر بیعت نہ کریں احمدی ہی سمجھتا ہوں۔ اور مصری صاحب تو میرے متعلق یہ اعلان کر رہے ہیں کہ میں انہیں معزول کراؤں گا۔ لیکن مولوی سید محمد احسن صاحب وُہ تھے جنہوں نے میرے متعلق یہ اعلان کیا تھا۔ کہ میں نے انہیں خلافت سے معزول کر دیا۔ پس وُہ ہماری جماعت سے الگ ہو چکے تھے۔ مگر باوجود اس کے کہ وُہ ہماری جماعت سے الگ تھے۔ اور باوجود اس کے کہ انہوں نے میرے متعلق یہ اعلان کیا تھا۔ کہ میں انہیں خلافت سے معزول کرتا ہوں۔ ان کی وفات پر میں نے ان کا جنازہ پڑھا۔ اور یہ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ اگر ہم انہیں غیر احمدی سمجھتے۔ تو کبھی ان کا جنازہ نہ پڑھتے۔ لیکن جب میں نے مولوی سید محمد احسن صاحب کا جنازہ پڑھا۔ تو اس کے معنے یہی تھے۔ کہ میں ان کو احمدی سمجھتا تھا۔ پھر شیخ رحمت اللہ صاحب فوت ہوئے۔ تو میں نے ان کا جنازہ پڑھا۔ وُہ بھی مبایع نہیں تھے مگر باوجود اس کے کہ وُہ ہماری جماعت میں شامل نہ تھے۔ میں نے ان کا جنازہ پڑھا۔ جسکے معنے یہ ہیں کہ کسی شخص کے جماعت میں نہ ہونے کا ہم یہ مفہوم نہیں لیتے۔ کہ وُہ احمدی نہیں۔ بلکہ اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے۔ کہ وُہ مبایع احمدی نہیں۔ یعنی خلیفۂ وقت کے ہاتھ پر بیعت کرنے والی جماعت کا وُہ حصہ نہیں وُہ بے شک پہلے ہمارے ساتھ تھا۔ مگر اب وُہ کٹ گیا۔ اور ہماری جماعت سے الگ ہو گیا ہے۔ تو یہ کتنا بڑا دھوکا ہے۔ کہ ایک شخص ۲۳ سال ہمارے اندر رہتا ہے۔

جماعت کی اصطلاحات اور محاورات

سے واقف ہے۔ خود بھی یہ محاورہ استعمال کرتا رہتا ہے۔ مگر جونہی وُہ جماعت سے علیحدہ ہوتا ہے۔ لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے کہتا ہے۔ مجھ پر اتہام لگایا جاتا ہے۔ کہ میں احمدی نہیں رہا۔ سوال یہ ہے کہ کس نے تمہیں کہا۔ کہ تم احمدی نہیں ہے جب کسی نے بھی ایسا نہیں کہا۔ تو تمہارا جماعت پر یہ الزام لگانا بتاتا ہے۔ کہ خود تمہارے دل میں کوئی شکوک پیدا ہوئے ہیں۔ جن کو تم دوسروں کی طرف منسوب کرتے ہو۔ ہمارا تو یہ طریق ہی نہیں۔ کہ جب کوئی شخص ہماری جماعت میں سے الگ ہو۔ تو اس کے متعلق ہم یہ کہنا شروع کر دیں۔ کہ وُہ احمدی نہیں رہا۔ خواجہ کمال الدین صاحب کے متعلق بھی ہم یہی کہتے تھے۔ کہ وُہ ہماری جماعت میں نہیں۔ مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کے متعلق بھی یہی کہتے تھے۔ کہ وُہ ہماری جماعت میں نہیں۔ مولوی محمد علی صاحب کے متعلق بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ وُہ ہماری جماعت میں نہیں۔ اور اسی طرح باقی تمام غیر مبایعین کے متعلق ہم یہی کہتے ہیں کہ وُہ ہماری جماعت میں نہیں۔ ہاں ساتھ ہی ہم یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ وُہ سب احمدی ہیں۔ اور ہم انہیں احمدی ہی سمجھتے ہیں۔ گو

احمدیہ جماعت میں نہیں سمجھتے

چنانچہ جب کبھی پیغامیوں۔ اور ہماری جماعت میں مباحثہ ہو۔ تو ہم انہیں یہی کہتے ہیں۔ کہ جماعت تو ہماری ہی ہے جو ایک خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کر چکی ہے۔ تم لوگ پراگندہ اور متفرق ہو۔ تمہارا حق نہیں۔ کہ تم اپنے آپ کو جماعت کہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر میرے متعدد فتوے موجود ہیں جن میں دوستوں نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ کیا غیر مبایعین کے پیچھے نماز جائز ہے۔ اور میں نے ہمیشہ انہیں یہی جواب دیا۔ کہ جائز تو ہے۔ مگر مکروہ ہے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ تم امام اس شخص کو بناؤ جو تم سب میں سے اتقیٰ اور معزز ہو وہ لوگ چونکہ خلیفۂ وقت کا انکار کرکے ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون کے ماتحت آچکے ہیں۔ اس لئے ان کی اقتدا میں نماز پڑھنا پسندیدہ فعل نہیں سمجھا جا سکتا۔ ہاں اگر کسی موقعہ پر مجبور ہو جاؤ تو نماز کے ادب کے لحاظ سے یہ جائز ہے کہ تم کسی غیر مبائع کے پیچھے نماز پڑھ لو۔ لیکن کیا یہی فتوے ہم نے کبھی غیر احمدیوں کے متعلق بھی دیا ہے۔ کہ اگر مجبور ہو جاؤ۔ تو ان کے پیچھے نماز پڑھ لو۔ جب نہیں تو صاف معلوم ہوا۔ کہ ہمارے نزدیک بیعت سے الگ ہونا اور چیز ہے۔ اور احمدیت سے الگ ہونا اور چیز۔ اب باوجودیکہ پیغامیوں کو ہم اپنی جماعت میں نہیں سمجھتے۔ پھر بھی ہم انہیں احمدی ہی کہتے ہیں۔ کیونکہ جماعت اور چیز ہے اور احمدیت اور چیز۔ جماعت متفرق ہو جاتی ہے۔ مگر مذہب دنیا میں باقی رہتا ہے۔

خلافت راشدہ جب دنیا سے مٹی تو جماعت بھی ساتھ ہی مٹ گئی مگر اس کے ساتھ مذہب نہیں مٹا۔ بلکہ مسلمانوں کی کئی جماعتیں بنکر کوئی افغانستان میں قائم ہو گئی۔ کوئی ایران میں۔ کوئی عرب میں قائم ہو گئی۔ اور کوئی سپین میں۔ پس باوجود اس کے کہ مسلمان دنیا میں متفرق ہو گئے۔ مذہب ان کے پاس رہا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ خلافت موجود نہ ہو۔ تو بیعت میں شامل نہ ہونے والے کا اور حال ہوتا ہے۔ اور جب موجود ہو تو اور ہوتا ہے۔ جس طرح پانی کی موجودگی میں تیمم کرنے والے اور عدم موجودگی میں تیمم کرنے والے میں فرق ہے۔ لیکن پھر بھی ہم یہ نہیں کہتے کہ جس نے بیعت توڑ دی وہ مسلمان نہیں رہا۔ ہاں اس شخص کو گنہگار اور روحانیت سے دور ہو جانے والا ضرور قرار دیتے ہیں۔ اور یقین رکھتے ہیں۔ کہ اگر اس کے نفس میں شرارت ہے تو وہ ایمان سے کسی دن محروم ہو جائے گا۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئیے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء ہمارے ساتھ عقائد میں بھی اختلاف رکھتے ہیں۔ مثلاً وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے قائل نہیں۔ وہ آپ کے منکروں کے متعلق یقین رکھتے ہیں۔ کہ ان میں بھی بزرگ اور نیک ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس وقت تک شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے کوئی ایسا اعلان نہیں کیا۔ جس سے ظاہر ہو۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے قائل نہیں۔ پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ہم مولوی محمد علی صاحب کے متعلق تو یہ کہیں کہ وہ احمدی ہیں۔ اور مصری صاحب کے متعلق یہ کہیں۔ کہ وہ احمدی نہیں۔ جنہوں نے عقائد میں ہم سے بہت زیادہ اختلاف کیا۔ جب ہم انہیں بھی آج تک احمدی کہتے رہے اور کہتے ہیں۔ تو مصری صاحب کے متعلق ہم یہ کس طرح کہہ سکتے تھے۔ کہ چونکہ انہوں نے بیعت سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ اس لئے وہ احمدی نہیں رہے پس یہ کیسی چالبازی ہے کہ کہا جاتا ہے "حضرت طلحہ اور حضرت زبیر جیسے جلیل القدر صحابہ نے حضرت علی کی بیعت کر لینے کے بعد بیعت کو فسخ کر دیا۔ مگر کوئی ہے جو جرأت کرکے انہیں اسلام سے خارج قرار دے"

یہ سوال تو تب ہوتا جب ہم کہتے کہ چونکہ مصری صاحب نے بیعت سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اس لئے وہ غیر احمدی ہو گئے ہیں لیکن جب ہم نے یہ کہا ہی نہیں تو ایک جھوٹی بنیاد پر لوگوں کو اشتعال دلانا صریح دھوکا دہی ہے۔ جو انہوں نے اختیار کی۔ غرض یہ بات جو کہی گئی ہے اس میں دیدہ دانستہ اور جانتے بوجھتے ہوئے انہوں نے غلط بیانی سے کام لیا ہے اگر غیر مبائعین کو ہم غیر احمدی کہا کرتے تب تو انہیں شبہ ہو سکتا تھا۔ اور وہ کہہ سکتے تھے کہ مجھے بھی ان کی طرح غیر احمدی کہا جاتا ہے۔ مگر غیر مبایعین جو نہ صرف خلافت بلکہ نبوت میں بھی ہم سے اختلاف رکھتے ہیں۔ جب ہم نے انہیں بھی آج تک غیر احمدی نہیں کہا۔ تو ان کو کس طرح احمدیت سے خارج قرار دے سکتے تھے۔ اور جب ہم نے انہیں احمدیت سے خارج قرار نہیں دیا۔ تو ان کا یہ کہنا کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت سے الگ ہو گئے تھے۔ تو کیا وہ اسلام سے نکل گئے تھے۔ صریح غلط بیانی ہے۔ جو انہوں نے لوگوں کو جوش دلانے کے لئے کی ہے۔

پس نہ کبھی ہم نے ان کو غیر احمدی کہا اور نہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کے متعلق ہمنے کہا کہ وہ اسلام سے نکل گئے تھے۔ بلکہ مصری صاحب سے زیادہ اختلاف رکھنے والوں یعنی غیر مبایعین کے متعلق بھی ہم نے کبھی نہیں کہا کہ وہ غیر احمدی ہو گئے ہیں۔ باوجودیکہ وہ ہم سے خلافت میں اختلاف رکھتے ہیں۔ امامت میں اختلاف رکھتے ہیں۔ نبوت میں اختلاف رکھتے ہیں۔ غیر احمدیوں کے جنازے پڑھنے اور ان سے رشتہ داری تعلقات قائم کرنے میں اختلاف رکھتے ہیں۔ کفر و اسلام میں اختلاف رکھتے ہیں پھر بھی ہمنے انہیں کبھی نہیں کہا۔ کہ وہ غیر احمدی ہو گئے بلکہ ان کے پیچھے اشد ضرورت کے موقع پر نماز پڑھ لینے کے جواز کے متعلق میرے فتوے شائع شدہ موجود ہیں۔ اور ان میں سے بعض کے جنازے پڑھنا میرے عمل اور طریق سے ثابت ہے۔ تو پھر کس طرح ممکن تھا کہ مصری صاحب کی موجودہ حالت میں ہم انہیں غیر احمدی کہتے۔

اب میں ان روایات کو لیتا ہوں جو انہوں نے بیان کی ہیں۔

پہلی روائت

انہوں نے یہ پیش کی ہے۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت ابوبکر رض کی چھ ماہ تک بیعت نہیں کی تھی۔ یہ روایت صحیح ہے۔ چنانچہ بعض روائتوں میں اس قسم کا ذکر آتا ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ یاد رکھنا چاہئیے۔ کہ یہ مختلف فیہ روائت ہے۔ یعنی یہ بھی روائت آتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت فوراً کر لی تھی اور یہ بھی روائت آتی ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی چھ ماہ تک بیعت نہیں کی تھی۔ پس ایک روائت کو قائم کرنے اور اسے درست قرار دینے کی کوئی وجہ ہونی چاہئیے۔ پھر جن روایات میں یہ آتا ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی۔ انہی میں سے بعض میں میں نے حضرت خلیفۂ اول رض سے سنا ہے کہ یہ بھی آتا ہے کہ حضرت علی رض نے فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دستی بیعت میں نے ابتدائی چھ ماہ میں اس لئے نہ کی کہ حضرت فاطمہ اتنی شدید بیمار تھیں۔ کہ میں انہیں چھوڑ کر نہیں آسکتا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب تھا۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت فوراً ہی کر لی تھی۔

پس یہ دلیل کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیعت نہیں کی۔ اول تو یہ مکمل دلیل نہیں۔ کیونکہ اس کے خلاف بھی روایات پائی جاتی ہیں۔ اور اگر بفرض محال دوسری روایت درست ہو تو پھر بھی یہ ماننا پڑے گا۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیعت سے کبھی انکار نہیں کیا صرف حضرت فاطمہ کی شدید بیماری کی وجہ سے تیمارداری میں مشغول رہنے کے باعث وہ فوراً دستی بیعت نہیں کر سکے۔ اور یہ تو ایسی ہی بات ہے۔ جیسے کوئی شخص باہر ہو اور وہ کسی اشد مجبوری کی وجہ سے نہ آسکے ایسی حالت میں اگر وہ اپنے دل میں خلیفۂ وقت کی بیعت کا اقرار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرچکا ہے۔ تو وہ بیعت میں ہی شامل سمجھا جائیگا

دوسری دلیل

انہوں نے یہ دی ہے۔ کہ "حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضرت علیؓ کی بیعت نہیں کی تھی۔" مگر حضرت عائشہ کے متعلق یہ کہنا۔ کہ انہوں نے حضرت علیؓ کی بیعت نہیں کی تھی اول تو تاریخی طور پر ثابت نہیں۔ اور میں نے یہ کہیں نہیں پڑھا۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی۔ لیکن اگر بفرض محال اس امر کو تسلیم بھی کر لیا جائے۔ تو ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ وہ ثابت کریں۔ کہ اس زمانہ میں ہر فرد واحد خلیفۂ وقت کی اصالتہً دوبارہ بیعت کیا کرتا تھا۔ ہمیں تو تاریخی کتب کے مطالعہ سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اس زمانہ میں بڑے بڑے آدمی خلیفۂ وقت کی بیعت کر لیا کرتے تھے۔ اور ان کے بیعت کر لینے کی وجہ سے سارے علاقوں کی بیعت سمجھی جاتی تھی۔ صرف وہ لوگ خارج از بیعت سمجھے جاتے تھے جو خود بیعت کا انکار کریں۔ ورنہ خاموشی اقرار بیعت قرار دی جاتی تھی۔ خصوصاً عورتوں کا خلفاء کی بیعت کرنا یہ تفصیلاً ثابت نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چونکہ مذہب کے بدلنے کا سوال ہوتا تھا۔ اس لئے ہر فرد واحد آپ کی بیعت کرتا تھا۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جہاں تک میں نے تاریخ کا مطالعہ کیا ہے۔ یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ ہر مرد ہر عورت اور ہر بچہ نے خلفاء کی دوبارہ بیعت کی ہو۔ بلکہ جو کچھ ثابت ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ شہر کے معزز مرد بیعت کر لیا کرتے تھے۔ اور انہی کی بیعت میں عورتوں اور بچوں کی بیعت بھی شامل سمجھی جاتی تھی۔ یا ممکن ہے۔ بعض عورتیں شوقیہ طور پر یا بعض مصالح کے ماتحت بیعت میں شامل ہو جاتی ہوں لیکن ملک کے تمام مردوں تمام عورتوں اور تمام بچوں کے بیعت کرنے کا ثبوت کم از کم میری نگاہ سے کوئی نہیں گزرا پس حضرت عائشہؓ کا بیعت نہ کرنا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ عورتوں سے بلکہ دور و دراز کے مردوں سے بھی بیعت کا خاص تعہد نہ ہوتا تھا۔ جب عام بیعت ہو جاتی تو باقی توابع اور عورتوں کی بیعت بیچ میں ہی شامل سمجھی جاتی تھی۔ ان حالات میں جب تک کوئی یہ ثابت نہ کر دے کہ اس زمانہ میں تمام عورتیں خلفاء کی بیعت کیا کرتی تھیں۔ اور حضرت عائشہ رضؓ نے بیعت نہ کی تھی۔ اس وقت تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیعت کا ثبوت تاریخ میں نہ ملنا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ پھر صریح طور پر تاریخوں میں آتا ہے۔ کہ گو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ابتدا میں مقابلہ کرنا چاہا تھا۔ مگر جس وقت حضرت علیؓ کے لشکر اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کے لشکر میں لڑائی ہوئی ہے۔ اس وقت وہ لڑائی کے لئے نہیں بلکہ صلح کے لئے نکلی تھیں۔ چنانچہ جتنے معتبر راوی ہیں۔ وہ تواتر اور تسلسل سے یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت عائشہؓ اسی لئے نکلی تھیں۔ کہ وہ

دونوں لشکروں میں صلح

کرائیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر نے حضرت علی کی بیعت اس شرط پر کی تھی۔ کہ وہ حضرت عثمان کے قاتلوں سے جلد سے جلد بدلہ لیں گے یہ شرط ان کے خیال میں چونکہ حضرت علی نے پوری نہ کی اس لئے شرعاً وہ اپنے آپ کو بیعت سے آزاد خیال کرتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اس سے قبل حضرت عثمان کے خون کا بدلہ لینے کے لئے جہاد کا اعلان کر چکی تھیں اور صحابہ کو انہوں نے اپنی مدد کے لئے طلب کیا تھا۔ اس پر لوگوں کا ایک حصہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کے ساتھ ہوگیا اور انہوں نے جنگ کے لئے ایک لشکر تیار کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا۔ تو آپ نے بھی ایک لشکر تیار کیا۔ لیکن جب دونوں لشکر اکٹھے ہوئے تو دوسرے صحابہ نے دونوں فریق کو سمجھانا شروع کیا اور آخر

صلح کا فیصلہ

ہوگیا۔ جب یہ خبر اس فتنہ کے بانیوں کو پہنچی۔ تو انہیں سخت گھبراہٹ ہوئی اور انہوں نے مشورہ کیا۔ کہ جس طرح بھی ہو۔ صلح نہ ہونے دو۔ کیونکہ اگر صلح ہوگئی۔ تو ہمارے بھانڈے پھوٹ جائینگے چنانچہ جب رات ہوئی تو انہوں نے صلح کو روکنے کے لئے یہ تدبیر کی۔ کہ ان میں سے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت طلحہ و زبیر کے لشکر پر اور جو ان کے لشکر میں تھے انہوں نے حضرت علیؓ کے لشکر پر شبخون مار دیا۔ اور ہر فریق نے یہ خیال کیا۔ کہ دوسرے فریق نے اس سے دھوکا کیا ہے۔ اس پر

جنگ شروع ہوگئی

اور دونوں فریق کے سرداروں کو میدان میں نکلنا پڑا۔ یہ دیکھ کر بعض صحابہ اور رؤسا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ اور اُن سے کہا۔ کہ اے عائشہؓ آپ کے سوا آج

اسلامی لشکر

میں کوئی صلح نہیں کرا سکتا۔ آپ تشریف لائیں۔ اور صلح کرائیں۔ چنانچہ وہ صلح کے لئے باہر نکلیں۔ یہ دیکھ کر ان شریروں اور فتنہ پردازوں نے جو یہ چاہتے تھے۔ کہ صلح نہ ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ اور ہودج پر تیر مارنے شروع کر دئے۔ اس پر وہ لوگ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار تھے۔ آپے سے باہر ہوگئے۔ اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے

اونٹ کے اردگرد حلقہ باندھ لیا

اور اُن لوگوں کا مقابلہ شروع کر دیا۔ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ پر تیر چلا رہے تھے۔ یہ دیکھ کر ایک شخص ان لوگوں میں سے ایک شخص کے پاس گیا۔ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے اردگرد حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ اور کہا کہ کیا تو مسلمانوں کے اوپر تیر چلائے گا۔ وہ کہنے لگا۔ خدا گواہ ہے میں مسلمانوں کے اوپر تیر نہیں چلانا چاہتا۔ مگر میں اپنے آقا کی بیوی کو بھی یونہی نہیں چھوڑ سکتا۔ پس شرارتیوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ پر تیر چلائے۔ اور بعض صحابہ نے دفاع کے طور پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے

دشمنوں کا مقابلہ

کیا۔ ورنہ تاریخی طور پر یہ ثابت ہے۔ کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کے لئے نہیں نکلی تھیں۔ بلکہ آپس میں صلح کرانے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کرنے والے لشکر کو سمجھانے کے لئے نکلی تھیں۔ اور ان کا وہی فعل بیعت تھا۔

باقی رہا یہ کہنا کہ "حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جیسے

جلیل القدر صحابہؓ

نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لینے کے بعد بیعت کو فسخ کر لیا۔ مگر کوئی ہے۔ جو جرأت کر کے انہیں اسلام سے خارج قرار دے"۔ میں اس کے متعلق بتا چکا ہوں۔ کہ ہم نہ انہیں غیر مسلم کہتے ہیں۔ اور نہ مصری صاحب کو غیر احمدی کہتے ہیں۔ ہاں اس سے یہ معلوم ضرور ہوتا ہے۔ کہ انہیں

غیر احمدی کہلانے کا شوق

ہے۔ اور شاید یہ پیش خیمہ ہے۔ ان کے غیر احمدی بننے کا۔ چنانچہ کچھ تعجب نہیں کہ وہ تھوڑے دنوں کے بعد ہی یہ کہنے لگ جائیں۔ کہ چلو جب جماعت مجھے غیر احمدی سمجھتی ہے۔ تو میں غیر احمدی ہی ہو جاتا ہوں۔ ورنہ ہم نے تو آج تک ایک دفعہ بھی انہیں غیر احمدی نہیں کہا۔

یاد رکھنا چاہئے۔ کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کے متعلق جو یہ کہا گیا ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کو توڑا۔ یہ ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غلط مثال

اور تاریخ سے ان کی ناواقفیت کا ثبوت ہے۔ تاریخیں اس بات کی متفقہ طور پر شاہد ہیں کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جو بیعت کی تھی۔ وہ بیعت طوعی نہیں تھی بلکہ جبراً ان سے بیعت لی گئی تھی۔ چنانچہ محمد اور طلحہ دو راویوں سے طبری میں یہ روائت آتی ہے۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب شہید ہو گئے تو لوگوں نے آپس میں مشورہ کر کے فیصلہ کیا کہ جلد کسی کو خلیفہ مقرر کیا جائے۔ تا امن قائم ہو۔ اور فساد مٹے آخر لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ اور ان سے عرض کیا۔ کہ آپ ہماری بیعت لیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم نے میری بیعت کرنی ہے۔ تو تمہیں ہمیشہ میری فرمانبرداری کرنی پڑے گی۔ اگر یہ بات تمہیں منظور ہے۔ تو میں تمہاری بیعت لینے کے لئے تیار ہوں۔ ورنہ کسی اور کو اپنا خلیفہ مقرر کر لو۔ میں اس کا ہمیشہ فرمانبردار رہوں گا۔ اور تم سے زیادہ اس کی اطاعت کروں گا۔ انہوں نے کہا ہمیں آپ کی اطاعت منظور ہے۔ آپ نے فرمایا پھر سوچ لو۔ اور آپس میں مشورہ کر لو۔ چنانچہ انہوں نے مشورہ سے یہ طے کیا۔ کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لیں۔ تو سب لوگ حضرت علیؓ کی بیعت کر لیں گے۔ ورنہ جب تک وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کریں گے۔ اس وقت تک پورے طور پر امن قائم نہیں ہوگا۔ اس پر حکیم بن جبلہ کو چند آدمیوں کے ساتھ حضرت زبیر کی طرف اور مالک اشتر کو چند آدمیوں کے ساتھ حضرت طلحہ کی طرف روانہ کیا گیا۔ جنہوں نے تلواروں کا نشانہ کر کے انہیں بیعت پر آمادہ کیا۔ یعنے وہ

تلواریں سونت کر

ان کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اور انہوں نے کہا حضرت علی کی بیعت کرنی ہے تو کرو ورنہ ابھی ہم تم کو مار ڈالیں گے چنانچہ انہوں نے مجبور ہو کر رضامندی کا اظہار کر دیا۔ اور یہ واپس آ گئے دوسرے دن حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ منبر پر چڑھے اور فرمایا اے لوگو تم نے کل مجھے ایک پیغام دیا تھا۔ اور میں نے کہا تھا کہ تم اس پر غور کر لو۔ کیا تم نے غور کر لیا ہے۔ اور کیا تم میری کل والی بات پر قائم ہو۔ اگر قائم ہو۔ تو یاد رکھو تمہیں

میری کامل فرمانبرداری

کرنی پڑے گی۔ اس پر وہ پھر حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کے پاس گئے اور ان کو زبردستی کھینچ کر لائے۔ روائت میں صاف لکھا ہے۔ کہ جب وہ حضرت طلحہ کے پاس پہونچے۔ اور ان سے بیعت کے لئے کہا۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ انی انما ابایع کرھاً۔ دیکھو میں زبردستی بیعت کر رہا ہوں۔ خوشی سے بیعت نہیں کر رہا۔ اسی طرح حضرت زبیر کے پاس جب وہ لوگ گئے۔ اور بیعت کے لئے کہا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ کہ انی انما ابایع کرھاً۔ تم مجھ کو مجبور کر کے بیعت کروا رہے ہو۔ دل سے میں یہ بیعت نہیں کر رہا۔ اسی طرح عبدالرحمٰن بن جندب اپنے باپ سے روائت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد اشتر طلحہ کے پاس گئے۔ اور بیعت کو کہا۔ انہوں نے کہا مجھے مہلت دو۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ لوگ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ مگر انہوں نے نہ چھوڑا۔ اور جاء بہ یتلّہ تلّاً عنیفاً۔ ان کو زمین پر نہائت سختی سے گھسیٹتے ہوئے آئے۔ جیسے بکرا گھسیٹا جاتا ہے۔ پھر حارث الوالبی کی روائت ہے۔ کہ حضرت زبیر کو جبراً حکیم بن جبلہ بیعت کے لئے لایا تھا۔ اور حضرت زبیر یہ کہا کرتے تھے کہ جاءنی لصٌّ من لصوص عبد القیس فبایعت واللجُّ علیٰ عنقی۔ یعنے عبدالقیس قبیلہ کے چوروں میں سے ایک چور میرے پاس آیا۔ اور اس کے مجبور کرنے پر اس حالت میں مَیں نے بیعت کی۔ کہ تلوار میری گردن پر تھی۔ اور مجھے کہا جاتا تھا۔ کہ بیعت کرو ورنہ تمہاری گردن اڑا دی جائے گی۔ اس بیعت کو کون شخص ہے جو بیعت کہہ سکے پھر تاریخوں سے صاف ثابت ہے کہ جب وہ حضرت علی کی بیعت کرنے لگے تو انہوں نے کہا ہماری شرط یہ ہے۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قاتلوں سے آپ بدلہ لیں گے۔ پس چونکہ انہوں نے شرط کر کے بیعت کی تھی۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی شرط پوری نہ کر سکے۔ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ خیال تھا کہ پہلے تمام صوبوں کا انتظام ہو جائے اور پھر قاتلوں کو سزا دینے کی طرف توجہ کی جائے۔ اور اس سے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر نے یہ سمجھا کہ حضرت علیؓ اپنے عہد سے پھرتے ہیں۔ اور پھر چونکہ جبراً ان سے بیعت لی گئی تھی۔ اس لئے وہ چوتھے دن ہی چلے گئے۔ اور بیعت سے الگ ہو گئے پس یہ کہنا کہ حضرت طلحہ اور زبیر نے بیعت کر کے چھوڑ دی ایک مغالطہ ہے وہ بیعت نہیں تھی۔ بلکہ

جبری بیعت

تھی۔ اور اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے کسی شخص کا ہاتھ زبردستی نیل کے مٹکے میں ڈال دیا جائے۔ اور پھر کہنا شروع کر دیا جائے۔ کہ اس نے اپنے ہاتھ نیلے کر لئے ہیں۔ انہوں نے بھی جبراً بیعت کی تھی۔ وہ خود کہتے ہیں ہم نے ایسی حالت میں بیعت کی۔ واللجُّ علیٰ اعناقنا جبکہ تلواریں ہماری گردنوں پر رکھی تھیں۔ پھر انہوں نے بیعت پر زیادہ دیر بھی نہیں لگائی۔ تیسرے یا چوتھے دن وہ مکے چلے جاتے ہیں اور کہتے ہیں چونکہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے بدلہ نہیں لیا جاتا۔ اور اسی شرط پر ہم نے بیعت کی تھی۔ اس لئے ہم اپنی بیعت پر قائم نہیں رہتے۔ اب بتاؤ اس میں اور مصری صاحب کی بیعت میں آیا کوئی بھی مناسبت ہے اور کیا مصری صاحب سے جب بیعت لی گئی تھی۔ تو تلوار انکی گردن پر رکھی گئی تھی یا کیا انہوں نے کسی شرط پر میری بیعت کی تھی اور کیا وہ ۲۳ سال تک میری اطاعت اور فرمانبرداری کا اقرار نہیں کرتے رہے پھر انکی اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کی نسبت ہی کیا ہے۔ کہ وہ انکی مثال اپنے لئے پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ اس بات کا ایک اور ثبوت کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر سے زبردستی بیعت لی گئی یہ ہے کہ جب جنگ جمل میں انہوں نے حضرت علیؓ کا مقابلہ کیا تو لکھا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ سے کہا اما بایعتنی کیا تم نے میری بیعت نہیں کی تھی۔ حضرت طلحہ نے کہا بایعتک واللجُّ علیٰ عنقی میں نے بیعت تو کی تھی۔ مگر ایسی حالت میں جب تلوار میری گردن پر تھی۔ مگر باوجود اس جبر کے انہوں نے بیعت کے وقت اقامۃ حدود کی شرط کر لی تھی۔ گویا حضرت طلحہ اور حضرت زبیر نے جو بیعت کی وہ انہوں نے اپنی خوشی سے نہیں کی۔ بلکہ زبردستی ان سے بیعت کرائی گئی۔ اور اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ جیسے جبراً کسی شخص سے کلمہ پڑھایا جائے۔ اور پھر کہہ دیا جائے۔ کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے۔ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کو بھی وہ تلواروں سے ڈرا دھمکا کر بلکہ سختی سے گھسیٹ کر لائے اور انہوں نے کہہ بھی دیا کہ گو ہم بیعت کرتے ہیں مگر جبراً کرتے ہیں۔ اور پھر اس شرط پر کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے بدلہ لیا جائے در اصل زبردستی بیعت لوگوں نے انہیں اس لئے کرائی کہ وہ سمجھتے تھے۔ یہ دونوں صحابہ اثر و رسوخ رکھنے والے ہیں۔ اور اگر ان دونوں نے بیعت کر لی۔ تو باقی مسلمان بھی بیعت کر لینگے اور عالم اسلامی میں امن قائم ہو جائیگا۔ مگر کیا مصری صاحب اور انکے رفقا نے بھی ایسی حالت میں بیعت کی تھی۔ کہ ان کی گردنوں پر تلواریں تھیں۔ اور کیا انہوں نے بھی بیعت کے وقت کوئی شرط کی تھی۔ پھر حدیثوں میں محمد و طلحہ کی روائت سے یہاں تک آتا ہے۔ کہ بیعت کرنے کے معاً بعد حضرت طلحہ حضرت زبیر اور بعض دوسرے صحابہ حضرت علیؓ کے گھر گئے۔ اور انہوں نے کہا کہ ہماری بیعت میں شرط تھی۔ کہ حضرت عثمان کے قاتلوں پر حد قائم کی جائے گی؛

178
Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس آپ ان کو سزا دیں۔ اور حضرت عثمان کے قاتلوں سے بدلہ لیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عذر کیا۔ اور کہا کہ اس وقت فساد کا خطرہ ہے۔ اور سب سے مقدم اسلام کی حفاظت ہے۔ قاتلوں کے معاملہ میں دیر ہو جانے سے کوئی حرج نہیں۔ گویا انہوں نے ایک گھنٹہ بھی انتظار نہیں کیا۔ بلکہ ادھر بیعت کی۔ اور ادھر ان کے گھر چلے گئے۔ کہ ہماری شرط پوری کی جائے۔ ورنہ ہم آپ کی بیعت سے آزاد ہیں۔ اور یہ وہ ہیں۔ کہ تیئیس سال تک ان کا مونہہ میری تعریفیں کر کر کے سوکھتا رہا۔ مگر آج یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ میرا اور طلحہ و زبیر کا معاملہ ایک ہی ہے۔ میں ضمناً اس جگہ یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ اس زمانہ میں بیعت کا مفہوم کیا سمجھا جایا کرتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب لوگوں سے بیعت لی۔ تو اس کے الفاظ یہ تھے۔ علیك عهد الله وميثاقه بالوفاء لتكونن لسلمنا سلماً ولحربنا حرباً ولتكفن عنا لسانك ويدك کہ تم خدا کی قسم کھا کر مجھ سے یہ عہد کرتے ہو۔ کہ تم ہمیشہ میرے مطیع و فرمانبردار رہو گے۔ جس سے میں صلح کرونگا۔ اس سے تم بھی صلح کرو گے۔ اور جس سے میں جنگ کرونگا۔ اس سے تم بھی جنگ کرو گے اور تم نہ اپنی زبان سے مجھ پر کوئی اعتراض کرو گے۔ اور نہ اپنے اعمال سے میرے لئے کسی تکلیف کا باعث بنو گے۔ گویا بیعت کی یہ اہم شرط تھی کہ

ولتكفن عنا لسانك ويدك

اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں کو روکے رکھنا ہے۔ اور مجھ پر کسی قسم کا اعتراض نہیں کرنا۔ یہ عہد تھا۔ جو صحابہ بیعت کا سمجھتے تھے۔ مگر مصری صاحب کہتے ہیں کہ میں برابر دو سال تک آپ کے خلاف مصالحہ جمع کرتا رہا۔ اور ابھی ان کے نزدیک وہ میری بیعت میں ہی شامل تھے پس جو لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم نے کیا قصور کیا۔ ہم نے صرف اعتراض ہی کیا تھا۔ اور اعتراض کرنے میں آزادی ہونی چاہیے انہیں غور کرنا چاہیے۔ کہ اگر خلفاء پر اعتراضات کرنے میں اسلام آزادی سکھاتا ہے۔ تو ولتكفن عنا لسانك ويدك کا کیا مفہوم ہے۔ اس میں تو صاف طور پر حضرت علی نے لوگوں سے کہہ دیا تھا۔ کہ تم اپنی زبانوں کو روکے رکھنا اور کبھی مجھ پر اعتراض نہ کرنا۔ اسی طرح ہمیشہ اپنے ہاتھوں کو بند رکھنا اور کوئی ایسی حرکت نہ کرنا۔ جو میرے لئے دکھ اور اذیت کا موجب ہو۔

پھر روایتوں سے یہ بھی ثابت ہے۔ کہ کم سے کم حضرت طلحہ کی نسبت کہ انہوں نے وفات سے پہلے دوبارہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تھی۔ اور حضرت زبیر نے بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک پیشگوئی سُنکر

حضرت علی کا مقابلہ کرنے سے اعراض

کر لیا تھا۔ چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ حضرت زبیر جب جنگ کے لئے حضرت علی کے سامنے نکلے۔ تو اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر سے کہا زبیر تم کو وہ دن بھی یاد ہے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک دن میں اور تم اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ اتنے میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ اور آپ نے مجھے اور تمہیں اکٹھے بیٹھے دیکھ کر میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے علی رضؓ وہ بھی کیا دن ہوگا۔ جب یہ تیرے چچا کا بیٹا زبیر تجھ سے ایسی حالت میں لڑائی کرے گا۔ جبکہ یہ ظالم ہوگا۔ اور تو مظلوم ہوگا یہ سُنکر حضرت زبیر اپنے لشکر کی طرف واپس لوٹے۔ اور انہوں نے قسم کھائی۔ کہ وہ حضرت علی سے ہرگز جنگ نہیں کرینگے۔ اور اقرار کیا۔ کہ انہوں نے اپنے اجتہاد میں غلطی کی۔ لیکن لطیفہ یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت زبیر کو حضرت علی کے مقابلہ میں ظالم قرار دیتے ہیں۔ اور مصری صاحب کہتے ہیں۔ اگر میں نے بیعت توڑ دی ہے تو کیا حرج ہوا۔ زبیر نے بھی تو بیعت توڑی تھی۔ اور حضرت علی کا مقابلہ کیا تھا۔ گویا وہ اپنے مونہہ سے یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ وہ ظالم ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو حضرت زبیر سے نسبت دیتے ہیں۔ اور حضرت زبیر کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظالم قرار دیا تھا۔ اب کیا ظالم ہونا ان کے خیال میں کوئی گناہ نہیں۔ صرف غیر احمدی ہونا ہی گناہ ہے۔ یہ مانا کہ حضرت زبیر نے حضرت علی کی بیعت عملاً توڑ دی تھی مگر ساتھ ہی یہ بھی تو حدیث ہے۔ کہ اے زبیر تو علی سے ایسی حالت میں جنگ کرے گا۔ جبکہ تو ظالم ہوگا۔ پس جب وہ حضرت زبیر سے اپنی نسبت دیتے ہیں تو کیا وہ اس حدیث کے ماتحت ظالم قرار نہیں پاتے۔ اور کیا ظالم ہونا ان کے نزدیک کم گناہ ہے۔ کہ وہ اسے معمولی بات سمجھتے ہیں۔ پس حضرت زبیر تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی سُنکر جنگ سے الگ ہوگئے اور اچانک حملہ کے وقت چونکہ وہ زخمی ہو گئے تھے۔ بعد میں فوت ہوگئے۔

باقی رہے۔ حضرت طلحہ رضؓ ان کی نسبت روایات میں آتا ہے۔ کہ حضرت طلحہ رضؓ بھی

میدان جنگ

کو چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ ان کے پیچھے ایک شخص گیا۔ اور ان پر غفلت میں حملہ کر کے انہیں زخمی کر دیا۔ اس کے بعد ان کے پاس سے ایک شخص گزرا۔ اور آپ نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے کر کہا۔ کہ تیرا ہاتھ علی رضؓ کا ہاتھ ہے۔ اور میں تیرے ہاتھ پر علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی دوبارہ بیعت کرتا ہوں۔

اب کُجا حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کی حالت۔ اور کُجا مصری صاحب کی حالت۔ کیا ان دونوں میں کوئی بھی نسبت ہے۔ اور کیا ان کا حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کی مثال پیش کرنا کسی لحاظ سے بھی درست ہو سکتا ہے۔

مصری صاحب دریافت کرتے ہیں۔ کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر نے جب بیعت کو فسخ کر لیا تھا۔ تو کوئی ہے۔ جو جرأت کرکے انہیں

اسلام سے خارج

قرار دے۔ اور میں انہیں کہتا ہوں۔ کہ ہم اگر انہیں اسلام سے خارج قرار نہیں دیتے۔ تو آپ کو بھی بیعت سے الگ ہو جانے کی وجہ سے احمدیت سے کب خارج قرار دیتے ہیں۔ اگر آپ ایک بھی میری ایسی تحریر دکھا دیں جس میں مَیں نے آپ کو غیر احمدی قرار دیا ہو۔ تب تو سمجھ لیا جائے گا۔ کہ آپ سچ بولتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی تحریر نہ دکھا سکیں۔ تو کیا اس سے صاف طور پر یہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ کہ آپ نے دیدہ دانستہ غلط بیانی کی ہے۔ میری جس قدر تحریریں ہیں۔ وہ چھپ چکی ہیں۔ میری تقاریر بھی محفوظ ہیں اور شائع ہو چکی ہیں۔ پس اگر ان میں

شرافت کا ایک ذرہ

بھی باقی ہے۔ اور اگر ایمان کی کوئی حِس ان میں موجود ہے۔ تو وہ میرا کوئی ایک ہی ایسا حوالہ پیش کریں جس میں میں نے یہ کہا ہو۔ کہ وہ میری بیعت سے الگ ہو کر غیر احمدی ہو گئے ہیں۔ اس وقت ہزاروں وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے میرے خطبات کو سُنا۔ اور ہزاروں وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے الفضل کے ذریعہ میرے خطبات کو پڑھا پھر کیا ان ہزاروں لوگوں میں سے کوئی ایک بھی بتا سکتا ہے۔ کہ میں نے شیخ صاحب کو غیر احمدی کہا۔ جب ایک بھی ایسی گواہی نہیں مل سکتی۔ تو یقیناً انہوں نے غلط بیانی کی۔ یقیناً انہوں نے ایک جرم عظیم کیا۔ یقیناً انہوں نے لوگوں کو دھوکا و فریب دیا۔ اور پھر دیدہ دانستہ ان امور کا ارتکاب کیا۔ کیونکہ ہم پہلے بھی کئی لوگوں کو اپنی جماعت سے خارج کر چکے ہیں۔ اور ہم نے اُن میں سے آجتک کسی کو محض جماعت سے الگ ہونے کی وجہ سے غیر احمدی نہیں کہا۔

اب ہم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فیصلہ

دیکھتے ہیں۔ کہ وہ کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت علی کی مخالفت کرنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے "سرالخلافہ" میں تحریر فرماتے ہیں :-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

والحق ان الحق کان مع المرتضیٰ ومن قاتلہٗ فی وقتہٖ فقد بغیٰ وطغیٰ یعنی سچی بات یہ ہے کہ سچ اور حق جو تھا وہ حضرت علی کے ساتھ تھا۔ ومن قاتلہٗ فی وقتہٖ فقد بغیٰ وطغیٰ اور حضرت علیؓ کی خلافت کے زمانہ میں جن لوگوں نے آپ کا مقابلہ کیا وہ باغی اور سرکش تھے۔ اب چاہے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر ہی کیوں نہ ہوں جس کسی نے حضرت علی رضؓ کا مقابلہ ان کی خلافت میں کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ کہ جس وقت تک وہ حضرت علیؓ کے مقابلہ میں کھڑا رہا۔ اس وقت تک وہ باغی اور طاغی تھا۔ (مگر میں جیسا کہ بتا چکا ہوں۔ یہ صحابہ مقابلہ سے پہلے ہی پیچھے ہٹ گئے تھے اور فی الحقیقت مقابلہ کرنے والوں میں سے نہ تھے۔) اب اگر مصری صاحب اس لئے خوش ہیں۔ کہ میں گو غیر احمدی نہیں مگر باغی اور طاغی ہوں تو وہ بے شک خوش ہو لیں ہم تو یہ جانتے ہیں۔ کہ جو شخص مومن ہو۔ وہ خدا تعالےٰ کی ادنےٰ سے ادنےٰ ناراضگی سے بھی ڈرتا اور چھوٹے سے چھوٹے گناہ کے ارتکاب سے بھی خوف کھاتا ہے۔ ان کو اگر اس بات کی پروا نہیں اور انہیں اس بات پر فخر ہے۔ کہ میں باغی اور طاغی ہوں غیر احمدی نہیں تو بے شک اس پر فخر کر لیں۔ ہم بھی انہیں غیر احمدی نہیں کہتے۔ بلکہ

باغی اور طاغی

ہی کہتے ہیں۔

پس یاد رکھو حضرت طلحہ اور حضرت زبیر نے گو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی مگر وہ جبری بیعت تھی طوعی بیعت نہیں تھی۔ اور پھر بیعت کے وقت انہوں نے شرط کر لی تھی۔ کہ حضرت عثمان کے قاتلوں سے بدلہ لیا جائے گا۔ مگر جب ان کی نگاہ میں یہ شرط پوری نہ ہوئی تو انہوں نے بیعت توڑ دی۔ لیکن تاریخی طور پر ثابت ہے کہ ان کے بیعت توڑنے کے فعل کو ان کے ساتھیوں نے بھی ناپسند کیا۔ چنانچہ ایک شخص سے جب کسی دوسرے شخص نے کہا کہ تم تو حضرت عثمان کے قاتلوں کے مخالف تھے۔ پھر آج حضرت علی کے ساتھیوں میں کیوں شامل ہو گئے تو اس نے کہا میں اس لئے ان کے ساتھ شامل ہوا ہوں۔ کہ انھم نکثوا البیعۃ۔ طلحہ اور زبیر نے بیعت کی اور پھر توڑ دی۔ گویا باوجودیکہ ان کی بیعت جبری بیعت تھی۔ پھر بھی ان کے ساتھیوں نے ان کے فعل کو ناپسند کیا۔ اور کہا کہ جب بیعت کر لی تھی۔ تو خواہ جبری بیعت تھی۔ پھر بھی اس بیعت کو توڑنا نہیں چاہیئے تھا۔

غرض ان لوگوں کی مثالوں سے استنباط بالکل غلط ہے۔ انہوں نے بیعت یا تو عارضی طور پر نہ کی اور پھر کر لی یا پھر جنہوں نے بیعت کی کرا ہی کی اور پھر فوراً الگ ہو گئے۔

استقرارِ بیعت کبھی نہیں ہوا

یا پھر انہوں نے بیعت نہ کی۔ مگر خلافت کا مقابلہ بھی نہیں کیا۔ بلکہ صرف یہ کہا کہ اگر فلاں امر ہو جائے مثلاً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے بدلہ لے لیا جائے۔ تو ہم بیعت کر لیں گے۔ جیسے حضرت معاویہ ہیں کہ انہوں نے گو حضرت علی کی اسی وجہ سے بیعت نہیں کی۔ مگر انہوں نے آپ کا مقابلہ بھی نہیں کیا۔ غرض تمکین خلافت کے بعد کسی کی مخالفت یا بیعت طوعی کا توڑنا ہرگز ثابت نہیں اور اگر ہو تو اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فیصلہ یہی ہے کہ فقد بغیٰ وطغیٰ

بعض نادان اس موقع پر کہا کرتے ہیں۔ کہ جب بیعت سے الگ ہونے کی وجہ سے کوئی شخص غیر احمدی نہیں ہو جاتا تو پھر بیعت نہ کرنا یا بیعت کا توڑ دینا کوئی بڑا گناہ تو نہ ہوا۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ ایک خطرناک غلطی ہے۔ ایمان کے معاملہ میں جب انسان جان بوجھکر کہتا ہے کہ فلاں فعل کا ارتکاب اگرچہ گناہ ہے۔ مگر میں نے اگر کر لیا تو کیا حرج ہوا۔ تو وہ ضرور اپنے ایمان کو تباہ کر لیتا ہے۔ اگر کوئی شخص مجبوراً یا عادتاً یا جہالتاً نادانی سے کوئی گناہ کرتا ہے۔ تو یہ اور بات ہے۔ لیکن اگر ایک شخص سمجھتا ہے کہ فلاں امر گناہ ہے۔ اور پھر وہ اسے معمولی بات خیال کر کے اس گناہ کا ارتکاب کر لیتا ہے۔ تو اس شخص کو خدا دولتِ ایمان سے محروم کر کے ہی چھوڑتا ہے کیونکہ وہ باغی ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی ہتک کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی تباہی میں بہت بڑا دخل اس امر کا بھی ہے۔ کہ وہ سمجھتے ہیں یہ چھوٹا گناہ ہے اور وہ بڑا۔ حالانکہ مومن کامل وہ ہے جو خدا تعالےٰ کی ادنےٰ ناراضگی سے بھی ڈرے اور اس کے ارتکاب سے بچے۔ یہ نہ کہے کہ میرا احمدی نہ ہونا تو بہت بڑا گناہ ہے۔ لیکن احمدی ہو کر نماز نہ پڑھنا یا روزے نہ رکھنا معمولی باتیں ہیں۔ جو شخص اس طرح اپنی رضامندی اور خوشی سے جانتے بوجھتے ہوئے کوئی گناہ کرتا ہے۔ اور اسے چھوڑتا نہیں وہ خدا تعالےٰ کو چیلنج کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مجھے تیری رضا کی پروا نہیں پس مومن تو خدا تعالےٰ کی ادنےٰ ناراضگی سے بھی ڈرتا ہے۔ کجا یہ کہ اس قدر اہم ناراضگی سے نہ ڈرے جو گو کفر نہیں۔ مگر

کفر کے دروازہ تک

انسان کو پہنچا دیتی۔ اور ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون کا اسے مورد بنا دیتی ہے۔ دراصل جو شخص نیکیوں کو یہ سمجھکر چھوڑتا چلا جاتا ہے۔ کہ وہ معمولی ہیں۔ اور گناہوں کا اس لئے ارتکاب کر لیتا ہے کہ اس کے نزدیک ان گناہوں کا ارتکاب کوئی بڑی بات نہیں۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہوتی ہے جیسے کہتے ہیں۔ کسی شخص کو بہادری کا دعوےٰ تھا۔ وہ ایک دن کسی گودنے والے کے پاس گیا۔ اور کہا۔ کہ میرے بازو پر شیر گود دو۔ اس نے شیر گودنے کے لئے جب سوئی ماری تو اسے درد ہوا۔ اور کہنے لگا۔ بتاؤ کیا کرنے لگے ہو۔ اس نے کہا میں شیر کا کان گودنے لگا ہوں۔ کہنے لگا کونسا کان دایاں یا بایاں اس نے کہا دایاں وہ کہنے لگا۔ اچھا اگر شیر کا دایاں کان نہ ہو تو آیا شیر رہتا ہے یا نہیں۔ وہ کہنے لگا رہتا کیوں نہیں اس نے کہا اچھا تو دایاں کان چھوڑ دو اور آگے چلو۔ پھر جب اس نے دوسرا کان بنانے کے لئے سوئی ماری تو پھر اسے درد ہوا اور وہ کہنے لگا۔ اب کیا کرنے لگے ہو۔ اس نے جواب دیا۔ کہ اب بایاں کان گودنے لگا ہوں۔ وہ کہنے لگا۔ اگر بایاں کان نہ ہو تو شیر رہتا ہے یا نہیں۔ اس نے کہا رہتا کیوں نہیں۔ وہ کہنے لگا اسے بھی چھوڑ دو اور آگے چلو۔ پھر جب اس نے ٹانگ گودنے شروع کی تو وہ پھر کہنے لگا۔ اگر ٹانگ نہ ہو تو شیر رہتا ہے یا نہیں وہ کہنے لگا ٹانگ کے بغیر بھی شیر ہو سکتا ہے۔ کہنے لگا اسے بھی چھوڑ دو اور آگے چلو اس کے بعد اس نے دوسری ٹانگ گودنی چاہی۔ تو پھر اس نے روک دیا۔ یہ دیکھکر اس گودنے والے نے سوئی ہاتھ سے رکھ دی۔ اور کہنے لگا ایک کان کے بغیر بھی شیر رہ سکتا ہے اور دوسرے کان کے بغیر بھی۔ مگر یہ سب چیزیں چھوڑ دی جائیں تو پھر شیر کا کچھ نہیں رہتا۔

تو جب انسان دلیری سے یہ کہتا ہے کہ اگر فلاں نیکی چھوڑ دوں تب بھی ایمان باقی رہتا ہے۔ اور فلاں گناہ کر لوں تب بھی میرے ایمان

پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات

منشی۔ منشی عالم۔ منشی فاضل ادیب ادیب عالم ادیب فاضل ۱۹۳۸ء کے قواعد اور مکمل فہرست کتب نصاب مفت طلب کریں۔

سٹوڈنٹس اون بکڈپو موہن لال روڈ لاہور

179

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں کوئی خلل واقع نہیں ہو سکتا۔ وہ آہستہ آہستہ تمام نیکیوں کو چھوڑتا ہی چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے ایمان میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ پھر یہ بھی یاد رکھو کہ

زمانوں کے بدلنے سے سزائیں بھی بدل جاتی ہیں

اور گو واقعہ ایک ہی قسم کا ہوتا ہے مگر حالات کے اختلاف کی وجہ سے سزا کی نوعیت تبدیل ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر دیکھ لو۔ تم کسی شہر میں رہتے ہو اور تمہارے پاس کوئی بھوکا شخص آتا ہے اور کہتا ہے مجھے کچھ کھانے کے لئے دو تمہارے پاس کھانا موجود ہے۔ مگر تم اسے نہیں دیتے اور وہ چلا جاتا ہے۔ اب تم ایک گناہ کے مرتکب ہوتے ہو کیونکہ وہ بھوکا تھا مگر تم نے اسے کھانا نہیں دیا۔ لیکن اگر تم ایک ایسے جنگل میں ہو جہاں بیس بیس تیس تیس میل تک آبادی کا نام و نشان نہیں اور کہیں سے کھانا ملنے کی امید نہیں ہو سکتی۔ لیکن تمہارے پاس وافر کھانا موجود ہے۔ مثلاً ایک گھوڑا اور ٹٹو کھانے پینے کے سامان سے لدا ہوا تمہارے پاس کھڑا ہے۔ ایسی حالت میں اگر ایک بھوکا تمہارے پاس آتا ہے اور کہتا ہے میرا بہت برا حال ہے۔ مجھے ایک روٹی دے دو تا اسے کھا کر میرے بدن میں کچھ طاقت آجائے اور میں آبادی کے قریب پہنچ جاؤں تو ایسی حالت میں اگر تم اسے روٹی نہیں دیتے اور وہ بھوکا چلا جاتا ہے۔ تو اس صورت میں بھی تم ایک گناہ کے مرتکب ہو گئے کیونکہ کھانا تمہارے پاس موجود تھا مگر تم نے اسے نہیں دیا۔ لیکن ان دونوں جگہ ایک بین فرق بھی موجود ہے۔ جو تمہارے جرم کو ایک جگہ معمولی اور دوسری جگہ سنگین بنا دیتا ہے۔ جب تم نے آبادی میں ایک بھوکے اور غریب شخص کو روٹی نہ دی تو اس وقت امکان تھا کہ اسے کوئی اور شخص روٹی دے دیتا مگر جنگل میں جب تم نے ایک بھوکے کو روٹی نہ دی اور ایسی حالت میں نہ دی جبکہ بیس بیس تیس تیس میل تک اسے کھانا ملنے کی امید نہ ہو سکتی تھی تو تم نے اسے بھوکا ہی نہیں رکھا بلکہ اگر وہ مر جائے گا۔ تو تم اس کے قاتل بھی ٹھیرو گے۔ تو صرف عمل کو دیکھا نہیں جاتا۔ بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ ارد گرد کے حالات اس عمل کو کیا شکل دے رہے ہیں۔ بالکل ممکن ہے ایک عمل ظاہری نگاہ میں بالکل چھوٹا ہو مگر حالات کی وجہ سے وہ بہت بڑی اہمیت رکھنے لگے۔ مثلاً دنیا میں ہزاروں لوگ ایسے ہیں جو حافظ قرآن ہیں اگر کوئی شخص کسی حافظ قرآن کو قتل کرتا ہے تو ہم اسے قاتل کہیں گے۔ لیکن فرض کرو اگر کسی وقت دنیا میں صرف ایک ہی حافظ قرآن ہو تو اگر کوئی شخص اس کو مارے گا تو نہیں کہا جا سکے گا۔ کہ دونوں کا فعل ایک جیسا ہے کیونکہ گو دونوں جگہ حافظ قرآن ہی قتل ہوئے ہونگے۔ مگر ان دونوں قتلوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ پہلا قاتل صرف ایک آدمی کا قاتل ہے مگر دوسرا قاتل صرف ایک آدمی کا قاتل نہیں بلکہ

قرآن کا بھی قاتل ہے

کیونکہ اس کے قتل کے بعد دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں رہے گا جس کے سینہ میں قرآن محفوظ ہو۔ تو صرف کسی عمل کی ظاہری شکل نہیں دیکھی جاتی۔ بلکہ اس کے باطنی حالات بھی دیکھے جاتے ہیں۔ اب دیکھ لو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور آج کل کے زمانہ میں بہت بڑا فرق ہے۔ اس وقت حکومت ساتھ تھی۔ اسلام مضبوط ہو چکا تھا۔ ملکوں کے ملک اسلام میں داخل ہو چکے تھے۔ اور اسلامی شریعت پر رات اور دن عمل کروایا جا رہا تھا۔ پس اس وقت

تفرقہ صرف سیاسی کمزوری پیدا کرتا تھا

مگر یہ زمانہ اور ہے۔ ترقی آہستہ ہے حکومت غیر ہے۔ اسلامی تمدن قائم نہیں ہوا۔ پس آج کا تفرقہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کو بالکل رائیگاں کر سکتا ہے اسی لئے آج کا فساد اور اس وقت کا فساد بالکل مختلف ہے۔ اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہی اسلامی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ اور اس وجہ سے وہ تمام مسائل جن کا تعلق حکومت کے ساتھ ہے قائم کر دیئے گئے تھے۔ مثلاً زکوٰۃ اور عشر کی تقسیم۔ لین دین کے مسائل اقتصادیات کے متعلق احکام۔ بادشاہوں کا رعایا سے تعلق۔ اور رعایا کا بادشاہ سے تعلق۔ یہ تمام امور ایسے تھے کہ ان کے متعلق شریعت اسلامی جن تفاصیل کی حامل ہے۔ وہ مسلمانوں میں قائم کر دی گئی تھیں۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جو تفرقہ ہوا۔ گو اس سے مسلمانوں کو سیاسی لحاظ سے کمزوری ہوئی۔ مگر بہر حال اس تفرقہ کے نتیجہ میں جو حکومتیں قائم ہوئیں وہ اسلامی حکومتیں ہی تھیں۔ کیونکہ اسلام عملی صورت میں دنیا میں قائم ہو چکا تھا۔ مگر اس زمانہ میں اسلام کی ترقی آہستہ آہستہ مقدر ہے۔ اور ابھی احمدی حکومتیں دنیا میں قائم نہیں ہوئیں۔ زکوٰۃ اور خراج کے مسائل۔ لین دین کے معاملات حکومت اور رعایا یا امیر اور غریب کے متعلق احکام آقا اور ملازمین کے تعلقات رعایا کے فرائض۔ اسلامی حکومت کے حقوق اور فرائض۔ حکومتوں کے آپس کے تعلقات۔ اور ورثہ اور سود وغیرہ سینکڑوں مسائل ایسے ہیں۔ جن کے متعلق اسلامی تعلیم دنیا میں قائم نہیں ہوئی۔ پس یہ ساری عملی اسلامی زندگی ابھی پوشیدہ ہے اور اس وقت کا انتظار کر رہی ہے جب کہ اسلامی بادشاہتیں دنیا میں پھر قائم ہوں۔ اور ان امور کے متعلق۔

اسلامی تعلیم کا احیاء

ہو۔ پس چونکہ ابھی تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم دنیا میں صحیح طور پر قائم نہیں ہوئی اور نہ تمدن کے متعلق اسلام کی وہ تعلیم دنیا میں رائج ہوئی ہے۔ جس کو کامل طور پر رائج کرنا خدا تعالیٰ کا منشاء ہے۔ اس لئے آج اگر کوئی شخص تفرقہ کرتا اور جماعت کو پراگندہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو وہ صرف معمولی مجرم نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قاتل ہے۔ کیونکہ ابھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم دنیا میں قائم نہیں ہوئی۔ اور اس کے قائم ہونے میں ایک لمبا عرصہ درکار ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں صاف طور پر اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود کی جماعت کی نسبت فرماتا ہے کہ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ۔ یعنی وہ جماعت اس سبزے کی طرح ہوگی جو زمین میں سے نکلتا ہے اور نہایت ہی کمزور اور ناطاقت ہوتا ہے۔ جدھر سے بھی ہوا چلتی ہے وہ اس کے دباؤ سے جھک جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ آندھیاں اور ہوائیں اسے جڑ سے نہیں اکھاڑ سکینگی بلکہ وہ پودا بڑھیگا اور بڑھتا چلا جائیگا یہاں تک کہ مضبوط ہو جائیگا اور دنیا کے حوادث اور مخالفت کی آندھیاں اسے اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکینگی

ایک بہن کی سفارش

میں اپنی ان بہنوں سے جن کی صحت خراب رہتی ہے۔ پر زور سفارش کرتی ہوں کہ اگر آپ کو ماہواری خرابی ہے۔ درد سے یا رک رک کر آتے ہیں۔ سیلان الرحم یعنی سفید رطوبت خارج ہوتی ہے۔ قبض رہتی ہے۔ سر درد کرتا ہے۔ کام کاج کرنے سے سانس پھول جاتا ہے دل دھڑکنے لگتا ہے۔ بھوک کم لگتی ہے۔ کھانا کھانے کے بعد پیٹ میں اپھارہ ہو جاتا ہے۔ اگر آپ اپنی صحت کی حفاظت چاہتی ہیں۔ تو اپنی محترم بہن نجم النساء بیگم صاحبہ احمدی کی مجرب دوا بنام راحت منگا کر استعمال کریں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کی تمام تکالیف رفع ہو جائیں گی۔ قیمت مکمل خوراک دو روپیہ محصول ۸ کل ۲/۸ ملنے کا پتہ:۔ انچارج نجم النساء بیگم احمدی بمقام شاہدرہ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی خلافت قائم ہوئی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بھی خلافت قائم ہوئی مگر ان دونوں خلافتوں میں ایک فرق بھی ہے اور وہ یہ کہ اسوقت رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی میں ہی اسلام کے تمام احکام عملی طور پر قائم ہو گئے تھے مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ان احکام کے عملی صورت میں قائم ہونے کے لئے ایک لمبا عرصہ مقدر ہے پس گو پہلے خلفاء کے زمانہ میں بھی اگر کوئی تفرقہ کرتا تو وہ شدید گناہ کا مرتکب ہوتا مگر عملی صورت میں یقیناً اسلامی احکام کو نقصان نہ پہنچ سکتا۔ کیونکہ اسلامی تعلیم قائم ہو چکی تھی۔ اسے جو بھی نقصان اور ضعف پہنچتا وہ سیاسی ہوتا۔ لیکن آج اگر کوئی شخص تفرقہ پیدا کرتا اور جماعت کے اتحاد کو تباہ کرنے کے در پے ہوتا ہے تو وہ صرف تفرقہ پیدا نہیں کرتا بلکہ اسلام کو ضعف پہنچاتا۔ اور اس کی ترقی میں زبردست روک بنتا ہے یہی وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی سزاؤں میں بھی دونوں جگہ فرق ہے اور خدا تعالیٰ کا یہ فعل بتا رہا ہے۔ کہ اس زمانہ کے خلفاء اور اس زمانہ کے خلفاء کے انکار کی سزاؤں میں بہت بڑا فرق ہے اس وقت جو خلافت کے مخالفین تھے۔ وہ مذہب سے دور نہیں ہوئے مگر آج جو شخص

خلافت کی مخالفت

کرتا ہے۔ وہ آہستہ آہستہ مذہب کو بھی یا تو بالکل چھوڑ دیتا ہے۔ یا اس کے مذہب میں رخنہ پڑ جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سعد نے بیعت نہ کی۔ آپ نے حکم دیا کہ ان سے قطع تعلق کر لیا جائے چنانچہ کوئی شخص ان سے نہ بولتا اور نہ لین دین کے تعلقات رکھتا لیکن وہ مسجد میں آتے۔ نماز پڑھتے اور چلے جاتے پھر سعد جب فوت ہوئے تو تمام مسلمانوں نے ان کا جنازہ پڑھا۔ اور اس طرح انہوں نے اپنے عمل سے بتا دیا کہ وہ انہیں مومن ہی سمجھتے تھے۔ (سعد نے بھی کبھی کوئی اعتراض حضرت ابوبکرؓ پر یا نظام سلسلہ پر نہیں کیا نہ کبھی عملاً اس کی مخالفت کی)۔ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت معاویہؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی مگر ان کے ایمانوں میں کوئی فرق نہیں آیا۔ یہ ممکن ہے۔ دنیا میں انہیں جسمانی طور پر بعض سزائیں مل ہوں۔ مگر ان کے ایمان ضائع نہیں ہوئے۔ پھر بعض نے ان میں سے توبہ کر لی اور بعض کے متعلق ہمیں پورے حالات معلوم نہیں بہر حال ان میں سے کسی کے ایمان ضائع ہونے کی خبر ہمیں نہیں ملتی۔ مگر اس زمانہ میں جس نے بھی خلفاء کی مخالفت کی آہستہ آہستہ اس کے مذہب میں بھی رخنہ پڑ گیا۔ اور وہ اصل اسلام اور احمدیت سے بہت دور ہو گیا۔ چنانچہ سب سے پہلے مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء نے

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی مخالفت

کی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد سب سے پہلا جو جلسہ سالانہ ہوا۔ اس میں اپنی تقریروں کے دوران میں انہوں نے آپ پر حملے کرنے شروع کر دیئے اور جماعت کے لوگوں کو اس امر کی طرف مائل کرنا شروع کر دیا کہ خدا تعالیٰ کے مامور کی مقرر کردہ جانشین اور خلیفہ صدر انجمن احمدیہ ہے۔ حضرت خلیفہ اول نہیں مگر اس مخالفت کا کیا نتیجہ ہوا۔ سعد کی طرح ان کا حال نہیں ہوا۔ حضرت طلحہ حضرت زبیر اور حضرت معاویہ کی طرح محض حدود کے قیام تک ان کی مخالفت محدود نہیں رہی۔ بلکہ خلافت کا انکار کرنے کے بعد انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا بھی انکار کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درجہ اور مقام کا بھی انکار کر دیا۔ بعض ان امور کا بھی انکار کر دیا جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عقائد میں شامل فرمایا ہے۔ اور اس طرح ان کے

مذہب میں بہت بڑا رخنہ

واقع ہو گیا۔ پھر مستریوں نے جب مصری مخالفت کی تو انہوں نے سب سے پہلے جو اعلان کیا۔ وہ مصری صاحب کی طرح "ایک دردمندانہ اپیل" ہی تھی۔ اور اس میں لکھا کہ ہم احمدیت سے الگ نہیں ہوئے۔ ہمارا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر کامل ایمان ہے۔ ہمارا اختلاف صرف موجودہ خلیفہ سے ہے ورنہ یہ کب ہو سکتا ہے۔ کہ ہم احمدیت چھوڑ دیں۔ مگر پھر وہی عبد الکریم وفات مسیح کے مسئلہ پر

احمدیوں سے مناظرے

کرتا رہا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وہ بالکل الگ ہو گئے۔ آخر یہ فرق جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے پہلے خلفاء کے منکروں اور موجودہ خلفاء کے منکروں کی سزا میں ہے کیوں ہے۔ خدا نے اس وقت کے خلفاء کے منکرین کے ایمان کیوں ضائع نہ کئے۔ اور آج جو خلفاء کا انکار کرتا ہے۔ اس کا ایمان کیوں ضائع ہو جاتا ہے۔ اسی لئے کہ آج جو شخص خلفاء کا انکار کرتا۔ اور جماعت میں تفرقہ و انشقاق پیدا کرتا ہے۔ وہ نہ صرف خلفاء کا انکار کرتا ہے۔ بلکہ اسلام کی اس عملی زندگی پر بھی تبر چلاتا ہے۔ جس کو قائم کرنا خدا تعالےٰ کا منشاء ہے۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسلام کی عملی زندگی قائم ہو چکی تھی۔ اور خلفاء کا انکار صرف سیاسی نقصان پہنچاتا تھا پس چونکہ آج جو شخص خلفاء کی مخالفت کرتا ہے۔ وہ اسلام کی عملی زندگی اور

دنیا کے ایمان پر تبر

چلاتا ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے اس جرم کی سزا میں اس کا ایمان بھی ضائع کر دیا ہے۔ لیکن پہلے زمانہ میں مخالفت اسلام کو صرف سیاسی نقصان پہنچاتی تھی۔ اس لئے مخالفت کرنے والوں کو بھی دنیا میں بعض جسمانی سزائیں مل جاتیں۔ روحانی سزا اس حد تک انہیں نہیں ملتی تھی

مصری صاحب بے شک کہہ رہے ہیں کہ گو مجھے خلیفہ وقت سے اختلاف ہے مگر میں احمدیت پر قائم ہوں گا۔ پہلوں سے یہ غلطی ہوئی ہے۔ کہ انہوں نے اس اختلاف کو وسیع کر کے

احمدیت کے خصائص

بھی ترک کر دیئے۔

اب میں بتاؤں گا۔ کہ مخالفت اور اختلاف کے باوجود کس طرح احمدیت پر انسان قائم رہتا ہے

روزانہ الفضل میں کیا ہوتا ہے

موجودہ فتنہ کے متعلق خطبات جمعہ کے علاوہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ مختلف اوقات میں کئی ایک تقریریں فرما چکے ہیں۔ اور فرماتے رہتے ہیں۔ جو روزانہ اخبار میں شائع ہوتی ہیں اسکے علاوہ اور بھی نہایت اہم اور ضروری مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ احباب اپنے نام جلد سے جلد روزانہ اخبار جاری کرائیں

(منیجر الفضل)

نذیر سیونگ مشین کمپنی رنگ محل لاہور میں ہر قسم کی مشینوں کی مرمت اور سیکنڈ ہینڈ مشینوں کی خرید و فروخت کا انتظام اعلےٰ پیمانہ پر موجود ہے +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر جس قسم کے گندے اعتراض وہ کر رہے ہیں۔ اور جس قسم کے ناپاک حملوں کے کرنے کی ان کی طرف سے اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے اطلاعیں آرہی ہیں۔ اگر وہ ان پر مصر رہے اور اگر انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے توبہ نہ کی تو میں کہتا ہوں احمدیت کیا اگر ان کے خاندانوں میں حیا بھی باقی رہی تو وہ مجھے کہیں۔ بلکہ میں اس سے بھی واضح الفاظ میں یہ کہتا ہوں کہ جس قسم کے خلاف اخلاق اور خلاف حیاء حملے وہ کر رہے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں اگر ان کے خاندان فحش کا مرکز بن جائیں تو اسے بعید از عقل نہ سمجھو۔

پس میں پھر جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ انہوں نے اپنے اشتہار میں جس قدر مثالیں پیش کی ہیں۔ وہ بالکل غلط ہیں اور ان میں سے ایک بھی ان کے طریق عمل پر چسپاں نہیں ہوتی علاوہ ازیں خدا تعالےٰ کے فعل نے پہلے زمانہ اور اس زمانہ میں

نمایاں امتیاز

قائم کر کے دکھلا دیا ہے۔ پس اب جو شخص خلافت کی مخالفت کرتا ہے۔ وہ پہلوں سے بہت زیادہ سزا کا مستحق ہے۔ اور یقیناً اگر کوئی شخص خلافت کے مقابلہ پر اصرار کرے گا اور اپنے اس فعل سے توبہ نہیں کرے گا تو اس کا ایمان بالکل ضائع ہو جائے گا۔ اور آج نہیں تو کل وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی حملہ کرنے لگے گا۔ اور یہ بالکل ممکن ہے۔ وہ اس سزا کے نتیجہ میں اخلاق فاضلہ کو بھی اپنے ہاتھ سے چھوڑ دے اور حیا اور شرم سے اسے دور کی بھی نسبت نہ رہے۔ پس

زمانہ کے حالات سزاؤں کو بدل دیتے ہیں

اس زمانہ کے حالات بالکل اور تھے اور اب حالات اور ہیں۔ اب جو لوگ خلافت کا مقابلہ کرینگے انہیں یقیناً ایسی سزائیں ملیں گی جو نہایت ہی عبرتناک ہونگی اور یقیناً اپنی اپنی مخالفت اور عناد کے مطابق انکے ایمان بھی ضائع ہوتے چلے جائیں گے۔

اخبار احمدیہ

درخواست دعا خاکسار کے ماموں صاحب شیخ اللہ داد صاحب میو ہسپتال لاہور میں بیمار پڑے ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ مہربانی فرما کر ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرما دیں۔ خاکسار: شیخ یوسف علی قادیان

اعلانات نکاح (۱) ۱۴ر جولائی۔ عبدالمجید بنت چوہدری عطا الہی قوم جٹ ساکن جنڈانوالہ کا نکاح چوہدری نذیر احمد صاحب ولد عنایت اللہ قوم جٹ ساکن جنڈانوالہ سے ۵۰۰ روپیہ مہر پر قاضی محمد نذیر صاحب امیر جماعت احمدیہ لائل پور نے پڑھا۔ خاکسار: بشیر احمد مدرس مدرسہ چک ۱۲ لائل پور (۲) ۲۰ر جولائی۔ راجہ عبدالرحمن خان فرزند راجہ محمد حیدر خان صاحب مرحوم کا نکاح امیر بیگم بنت راجہ محمد اکبر خان صاحب ساکن اندورہ کے ساتھ بعوض مبلغ پانچ صد روپیہ مہر ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب موگا نے پڑھا۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ فریقین کے لئے یہ تعلق بابرکت بنائے۔ خاکسار: میر غلام محمد پاڑی پورہ

ولادت (۱) اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ۲۴ر جولائی مجھے دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے مولود کا نام عطاء الکریم تجویز فرمایا ہے احباب بچہ کی درازی عمر اور خادم دین بننے کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار: ابوالعطا جالندھری (۲) ۱۲ جولائی کے عزیز شیخ محمد طفیل صاحب کے ہاں پہلا لڑکا تولد ہوا ہے۔

احباب دعا فرما دیں کہ مولا کریم مولود مسعود کو درازی عمر عطا کرے اور خادم سلسلہ بنائے۔ خاکسار: غلام رسول سکرٹری انجمن احمدیہ گٹھیالیاں۔

دعائے مغفرت (۱) میرے والد بزرگوار ۲۳ر جولائی فوت ہو گئے ہیں۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار: غلام احمد سلہو کی (۲) میری والدہ صاحبہ اپنے گاؤں گٹھیالیاں میں ۱۸ر جولائی کو فوت ہو گئی ہیں۔ احباب ان کی مغفرت کے لئے دعا فرما دیں۔ خاکسار: سید احمد علی مولوی فاضل قادیان۔

جنرل ٹانک۔ دافع سرعت۔ مقوی باہ مشہور دوا ہے

امرت بوٹی عمر رسیدوں۔ کمزوروں سردوں ناتوانوں۔ غلط کار نوجوانوں کی سچی رفیق ہے۔ پانی کی طرح پتلی منی کو گاڑھا کرتی ہے۔ منی کے جراثیم کو قوت دے کر نرینہ اولاد کے قابل بناتی ہے۔ قوت حافظہ اور معدہ کو بے حد طاقت دیتی ہے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں انسان کو سرخ و سفید بنا دیتی ہے۔ ۱۰۰ گولی کی شیشی ۱۲؍ ۵۰ گولی ۷؍ ۲۵ گولی ۴؍ دوستوں کے حالات آنے پر امرت طلاء جو بے ضرر ہے روانہ کیا جاتا ہے۔ امرت طلاء کی چھوٹی شیشی ۸؍ شیشی کلاں ۱؍ علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ:- **منیجر احمدیہ یونان فارمیسی جالندھر کینٹ پنجاب**

یہ موسم بڑا دغاباز ہے

جھٹ گرمی۔ جھٹ سردی۔ جھٹ گرمی۔ جھٹ بادی ہوا پانی کبھی صحت بخش اور کبھی مضر۔ پھل بھاجی میں جلدی سڑاند و کرم کی پیدائش۔ ایسی ہی وجوہات سے انسان کو اس موسم میں صحت کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے۔ کھانے میں مناسب پرہیز کرنا چاہئے۔ حفظان صحت کا خیال رکھنا چاہئے۔ اور

امرت دھارا ہر وقت جیب میں موجود رکھنی چاہیئے

ذرا طبیعت خراب ہو جی متلانے لگے۔ پیٹ میں گڑگڑاہٹ ہو۔ پیٹ بند ہو جائے۔ دل گھبرانے لگے۔ اور بدہضمی معلوم ہو۔ اپھارہ ہو جائے۔ دست یا قے ہو جائے۔ سر بھاری ہو۔ سردی لگ جائے۔ بادی کے ڈکار آویں۔ طبیعت کام سے اچاٹ ہو جاوے بے چینی بڑھے یا خدانخواستہ ہیضہ کی علامات معلوم ہوں۔ تو فوراً امرت دھارا کھانا شروع کر دیں۔ اس کی چند خوراکیں ایسی تمام شکایات کو دور کر دیں گی۔ امرت دھارا ہیضہ کی روک تھام بھی کرتی ہے۔ اور اس کا علاج بھی ہے۔

ہیضہ کے متعلق خاص ہدایات

اگر آپ امرت دھارا اور پران داتا ہر دو ہمیشہ اپنے گھر میں رکھیں۔ تو آپ کئی مریضان ہیضہ کا مکمل علاج کر سکتے ہیں۔ جب ہیضہ کی علامات ظاہر ہوں۔ تو امرت دھارا دینا شروع کریں۔ اکثر یہی دوائی سب علامات کو بند کر دیتی ہے۔ مگر اگر زہر تیز ہو اور چند بار امرت دھارا دیئے جانے پر بھی دست و قے بند نہ ہوں۔ تب پران داتا دینے سے فوراً بند ہو جاویں گے۔ ہیضہ کے دست و قے کو کبھی بند نہ کرنا چاہئے۔ امرت دھارا اندر سے زہر کاٹ کر ان کو بند کر دیتی ہے۔ زبردستی رکنے سے زہر اندر رہ جاتا ہے۔ مگر جب دست و قے زیادہ ہوں۔ اور ان سے زیادہ کمزوری ہونے لگ جائے۔ تب بند کرنا ہی ضروری ہوتا ہے۔ اس وقت پران داتا کی ایک دو گولیاں مسیحا کا کام دیتی ہیں۔ قیمت امرت دھارا فی شیشی ۸؍ نصف ۴؍ نمونہ ۸ر۔ پران داتا فی شیشی ۱؍

خط و کتابت و تار کا پتہ:- **امرت دھارا ۱۲۵ لاہور**

المشتہر منیجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بھون امرت دھارا روڈ امرت دھارا ڈاکخانہ لاہور

قوت مردمی کی برقی مشین
ویٹلک
جس سے
ساٹھ سالہ بوڑھے بھی
فولادی
طاقت حاصل کر سکتے ہیں
شہر و دیہات
ہر جگہ
استعمال ہو سکتی ہے
نمائش و مفصل حالات
مفت
طلب فرمائیں
قیمت ۵۶ روپے
محصولڈاک ۱۲/ سے
ڈاکٹر ایس ایم اسمٰعیل ۳۹
میکلوڈ روڈ بالمقابل
کشمیر بلڈنگ لاہور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلفاسٹ ۳۰ جولائی سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ کل جس وقت ملک معظم اور ملکہ معظمہ یہاں سٹی ہال میں مقیم تھے۔ اس وقت جو دھماکہ ہوا وہ بھک سے اڑ جانے والوں مادوں کی وجہ سے پیدا ہوا اور جیسا کہ پہلے خیال کیا جاتا تھا وہ گیس کے پھٹنے کا نتیجہ نہ تھا۔ یہ دھماکہ اکیڈیمی سٹریٹ میں جو شاہی جلوس کے راستہ سے ۳۰۰ گز پر ہے۔ معرض عمل میں آیا۔ اور اس سے ایک بہت رقبہ میں دکانوں اور کارخانہ کی کھڑکیاں ٹوٹ گئیں۔ اس کے علاوہ پولیس اور دوسرے لوگوں کو بلفاسٹ کی طرف لے جانے والی گاڑی کو تباہ کرنے کی سازش کا بھی انکشاف ہوا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ تمام سازش ملک معظم کے خلاف عمل میں لائی گئی ہے۔ اس واقعہ کے متعلق ابھی تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔

ٹین ٹسین ۳۰ جولائی۔ کل صبح جب اہل پیکنگ بیدار ہوتے تو انہوں نے دیکھا۔ کہ چینی فوج راتوں رات خاموشی کے ساتھ شہر چھوڑ کر چلی گئی ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ چین اور جاپان کے درمیان سمجھوتہ کی گفت و شنید ہو رہی ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ کل پیکنگ میں جو لڑائی ہوئی۔ اس میں ایک ہزار چینی ہلاک ہوئے۔ چینی فوج کے ایک دستہ کا کمانڈر اور ڈپٹی کمانڈر بھی اس لڑائی میں مارے گئے

لکھنؤ ۳۰ جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر نارائن پرشاد ایڈووکیٹ الہ آباد ہائیکورٹ اور سابق وائس چانسلر آگرہ یونیورسٹی کو حکومت یو۔پی کا ایڈووکیٹ جنرل مقرر کیا گیا ہے

روما ۳۰ جولائی۔ مسٹر چیمبرلین وزیر اعظم اور سائینور گرانڈی کے درمیان گذشتہ منگل کو جو ملاقات ہوئی اسے بہت اہمیت دی جا رہی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ دائرہ موضوعات گفتگو بہت وسیع تھا۔ غالباً تمام یورپی صورت حالات ہسپانیہ اور برطانیہ اور اٹلی کے باہم

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حرم ثانی میں ولادت

قادیان ۳۰ جولائی۔ یہ خبر نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ آج صبح ساڑھے سات بجے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے ہاں حرم ثانی سے لڑکی تولد ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

ہم اس تقریب پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام افراد کو جماعت احمدیہ کی طرف سے مبارکباد دیتے اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مولودہ کو عمر دراز عطا فرما کر اپنے مقدس خاندان کی بہترین روایات کا حامل بنائے۔

بمبئی ۲۹ جولائی معلوم ہوا ہے کہ گاندھی جی بیمار ہو گئے ہیں۔ ان کے خون کا دباؤ زیادہ ہو گیا ہے۔ سردار پٹیل نے سول سرجن بلایا۔ جس نے گاندھی جی کا معائنہ کیا۔ اور انہیں مکمل آرام کی ہدایت کی۔

طلبائے منشی فاضل کو استاد کی ضرورت نہیں

امیدواران منشی فاضل کی سہولت کے مدنظر حضرت مولانا حافظ عبد المجید صاحب بی۔اے علیگ۔ اور منشی فاضل پنجاب نے نہایت محنت اور جانفشانی سے غزلیات نظیری کی شرح لکھی۔ جو مقبول عام ہو چکی شرح لکھتے وقت حافظ صاحب موصوف نے طلبا کی تمام مشکلات کو احسن طریق سے حل کر دیا ہے۔ یعنی اصل کتاب کا متن اور ہر ایک غزل کے شروع میں تقطیع مشکل الفاظ و محاورات کا اردو ترجمہ اور اس کے بعد شرح حافظ صاحب کی شرح کو استادان عصر اور ممتحن صاحبان علوم مشرقی پنجاب یونیورسٹی نے نہایت استحسان کی نظر سے دیکھا ہے اور یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اس کی موجودگی میں استاد کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

بی اے اور ایم اے بننے کا آسان طریقہ

اگر آپ بی اے پاس کر کے گریجوایٹ بننا چاہتے ہیں۔ مگر کالج کے بھاری اخراجات برداشت نہیں کر سکتے تو آپ ہمارے کتب خانہ کی فہرست

علوم مشرقی

مفت طلب فرمائیں اس میں وہ تمام ہدایات درج ہیں۔ جن کے مطابق آپ اپنے فرصت کے لمحات صرف کرنے سے قلیل عرصہ میں گریجوایٹ بن سکتے ہیں۔ اور تمام رکاوٹیں جو آپ کی ترقی کی راہ میں حائل ہیں دور ہو جائیں گی۔

مالک نشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار لاہور

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی